اردو زبان کی

تیسری کتاب

مؤلفہ:
خانصاحب مولوی محمد اسمٰعیل

ملنے کا پتہ:
فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۴۲۲ مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
فون آفس: ۳۲۷۹۹۹۸، ۳۲۶۵۴۰۶ رہائش: ۳۲۶۲۴۸۶

اردو زبان کی
تیسری کتاب
مؤلفہ:- خانصاحب مولوی محمد اسمٰعیل
ملنے کا پتہ
فرید بُک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۴۲۲ مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
فون آفس: ۳۲۷۹۹۹۸، ۳۲۶۵۴۰۶ رہائش: ۳۲۶۲۴۸۶

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اُردو زبان کی
تیسری کتاب

خُدا کی تعریف

تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا
کیسی زمیں بنائی! کیا آسماں بنایا
پیروں تلے بچھایا کیا خوب فرش خاکی
اور سر پہ لاجوردی اک سائباں بنایا
مٹی سے بیل بوٹے کیا خوشنما اُگائے
پہنا کے سبز خلعت اُن کو جواں بنایا
خوش رنگ اور خوشبو گل پھول ہیں کھلائے
اِس خاک کے کھنڈر کو کیا گلستاں بنایا
میوے لگائے کیا کیا خوش ذائقہ رسیلے
چکھنے سے جن کے ہم کو شیریں دہاں بنایا
سُورج سے ہم نے پائی گرمی بھی روشنی بھی

کیا خوب چشمہ تو نے اے مہرباں! بنایا
سورج بنا کے تو نے رونق جہاں کو بخشی
رہنے کو یہ ہمارے اچھا مکاں بنایا
پیاسی زمیں کے منھ میں مینھ کا چُوایا پانی
اور بادلوں کو تو نے مینھ کا نشاں بنایا
یہ پیاری پیاری چڑیاں پھرتی ہیں جو چہکتی
قدرت نے تیری ان کو تسبیح خواں بنایا
تنکے اٹھا اٹھا کر لائیں کہاں کہاں سے
کس خوبصورتی سے اپنا پھر آشیاں بنایا
اُونچی اُڑیں ہوا میں بچّوں کو پر نہ بھولیں
ان بے پَروں کا ان کو روزی رساں بنایا
کیا دودھ دینے والی گائے بنائی تو نے
چڑھنے کو میرے گھوڑا کیا خوش عناں بنایا
رحمت سے تیری کیا کیا ہیں نعمتیں میسر!
ان نعمتوں کا مجھ کو کیا قدرداں بنایا
آبِ رواں کے اندر مچھلی بنائی تو نے
مچھلی کے تیرنے کو آبِ رواں بنایا
ہر چیز سے ہے تیری کاریگری ٹپکتی
یہ کارخانہ تو نے کب رائگاں بنایا

یاد کر دہجئے اور معنی

لاجوردی خلعت تسبیح خوان خوش عناں

سائباں شیریں دہاں۔ روزی رساں رائیگاں

(۲) پرہیزگاری

۱۔ جب انسان کی صحت میں خلل پڑتا ہے۔ تو وہ تمام لذتوں خوشیوں اور مفید نعمتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔

۲۔ ہم کو نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی تندرستی کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ حفاظت اس مصیبت سے آسان ہے جو بیماری کے دُور کرنے میں بھگتنی پڑتی ہے۔

۳۔ تندرستی کی حفاظت اس طرح ہوسکتی ہے کہ ہم اُن باتوں اور ان چیزوں سے بچتے رہیں جو تندرستی میں خلل ڈالنے والی ہیں۔ بری آب و ہوا۔ ناموافق غذا۔ بے موقع محنت اور بے اندازہ کھانے پینے سے ہم کو ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیئے۔

۴۔ جس طرح ظاہر کی بدپرہیزی سے اِنسان کے بدن میں دکھ درد پیدا ہوجاتا ہے۔ اسی طرح باطن کی بدپرہیزی سے اس کے دل کو طرح طرح کے روگ لگ جاتے ہیں۔

۵۔ جو شخص بُری بات بیہودہ کام اور ناقص خیال سے

پرہیز نہیں کرتا۔ اس کا دل درست نہیں رہتا۔ نہ اس کو نیکی میں مزہ آتا ہے۔ نہ اس کو نیک کام سے خوشی حاصل ہوتی ہے بلکہ بدی، شرارت اور گنہگاری سے اس کو رغبت ہو جاتی ہے۔

۶۔ ہم کو ظاہر اور باطن دونوں قسم کی پرہیزگاری اختیار کرنی چاہیئے۔ کیونکہ پرہیزگاری ہی تمام نیکیوں اور خوبیوں کی اصل ہے۔

یاد کر دہجے اور معنی

محروم   احتیاط   شرارت   رغبت   اصل

(۳) اطاعت

۱۔ اطاعت بھی عجب چیز ہے۔ اسی کی بدولت وحشی جانور انسان کے گروہ میں جگہ پاتے ہیں۔ ہاتھی، اونٹ، گھوڑے گدھے وغیرہ کو آدمی کیوں عزیز رکھتا ہے۔ کس لئے ان کی خدمت کرتا ہے؟ اسی واسطے کہ وہ آدمی کے مطیع ہو جاتے ہیں۔ اس کی مرضی کے مطابق کام دیتے ہیں۔

۲۔ انسانوں میں وہی عزت۔ دولت۔ رتبہ۔ منصب پاتا ہے جو اپنے بزرگوں اور حاکموں کی اطاعت۔ آقاؤں اور استادوں کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ ان کی مرضی کے آگے اپنی مرضی نہیں چلاتا۔

۳۔ جو بچے ماں باپ کا کہنا مانتے ہیں وہ سب آفتوں سے امن میں رہتے ہیں۔ جو استادوں کی مرضی پر چلتے ہیں وہ آدمیت

اور انسانیت اور علم و ہنر سیکھتے ہیں. جب جوان ہو جائیں گے بڑا رتبہ پائیں گے. جو بچے مرضی کے خلاف کرتے ہیں. وہ کیسے ہی ذہین اور چالاک ہوں ہمیشہ بے ہنر اور بے نصیب رہیں گے.

۴۔ عیش خوشی اور چین چان اسی گھر میں ہوتا ہے جس گھر کے چھوٹے اپنے بزرگوں کی اطاعت دل سے کرتے ہیں جس خاندان میں بزرگوں کا لحاظ نہیں. وہاں اتفاق اور محبّت بھی نہیں. سب کی زندگی بے لطفی سے گزرتی ہے۔

۵۔ نوکر۔ ملازم۔ ماتحت وہی کام کا ہے جو اپنے آقا اور افسر کی ہدایت پر چلتا ہے۔ اس کے حکم کی تعمیل بلا عذر کرتا ہے۔ وہی فوج فتح پاتی ہے جو اپنے سردار کے اشاروں پر کام کرتی ہے۔ وہی کارخانہ رونق پاتا ہے۔ جس کے ملازم مالک کی اطاعت کرتے ہیں۔

۶۔ وہی ملک مالا مال اور نہال ہوتا ہے جہاں کی رعایا اپنے بادشاہ کا ادب۔ حاکموں کی اطاعت اور قانون کی پابندی کرتی ہے۔ جہاں کی رعایا سرکش اور نافرمان ہوتی ہے۔ وہاں بے امنی تباہی۔ بربادی اور مفلسی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

یاد کرو ہجّے اور معنی

اطاعت وحشی مطیع مطابق منصب ملازم

آقا آفت ذہین لحاظ تعمیل سرکش

(۴) ریشم

۱۔ ریشم ایک کیڑے کے معدے کا لعاب ہے۔ اس کیڑے کو "کرم پیلہ" کہتے ہیں۔ وہ بہت ہوشیاری اور احتیاط سے شہتوت کے درختوں پر پالا جاتا ہے۔ جب اس کی پتیاں کھاکر خوب موٹا تازہ ہو جاتا ہے تو اس کے منہ سے ایک مہین تار نکلنے لگتا ہے۔

۲۔ اب کرم پیلہ پتے پر گھر بنانا چاہتا ہے اس لئے اپنے منھ سے تار تننا شروع کرتا ہے اور اپنے تاروں کے تانے بانے میں خود پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ مگر اندر ہی اندر اپنا کام جاری رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ فاختہ کے انڈے کے برابر ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس گول چیز کو ریشم کا کویا کہتے ہیں۔ جس کے اندر کیڑا مرجاتا ہے۔ اور جو اس کا گھر تھا وہی اس کا مقبرہ بن جاتا ہے لیکن کبھی کیڑا صحیح سلامت بھی نکلتا ہے۔ جب وہ زندہ رہتا ہے تو پردار بن کر کوئے کو کاٹ کر باہر آتا ہے۔ اس صورت میں کویا ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اس کا ریشم نہیں بنتا۔

۴۔ کوئے کو اوّل گرم پانی میں جوش دیتے ہیں۔ پھر چرخی میں اوٹ لیتے ہیں۔ وہی ریشم کہلاتا ہے۔ اسی کے تاروں سے عمدہ، نفیس اور بیش قیمت ریزے تیار ہوتے ہیں۔ اطلس

گلبدن، قنا ویز وغیرہ ریشم ہی سے بنے جاتے ہیں جو امیروں رئیسوں کے لباس میں کام آتے ہیں۔

۵۔ بنگالے میں ریشم پیدا کرنے کے کارخانے کئی جگہ ہیں۔ لیکن قدیم زمانے سے چین کا ریشم مشہور و معروف ہے۔ وہیں سے دنیا کے دور دراز حصّوں میں جاتا ہے۔

۶۔ کسی زمانہ میں روم یعنی اٹلی کے باشندے بڑے دولتمند اور عیش پسند تھے۔ نہایت رغبت اور خواہش کے ساتھ ایشیا کے ملکوں سے ریشمی کپڑا منگاتے اور اپنی پوشاکیں بناتے تھے۔ روم کے ایک بادشاہ کو خیال آیا کہ اگر یہ بیش بہا چیز ہمارے ہی ملک میں پیدا ہونے لگے تو بڑی منفعت حاصل ہو۔

۷۔ اس منصوبے کے پورا کرنے کو شاہِ روم نے دو قاصد چین کی طرف روانہ کیے۔ انھوں نے بڑی چالاکی سے اپنا مقصد حاصل کیا۔ چند کیڑے وہاں سے چُرائے اور ایک بانس کی لاٹھی میں چھپا کر اپنے ملک میں لائے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت سے روم میں بھی ریشم پیدا ہونے لگا۔

یاد کرو ہجّے اور معنی

معدہ	لعاب	کرم پیلہ	مقبرہ	نفیس
منفعت	منصوبہ	مقصد	قاصد	ریزہ
اطلس	قدیم	معروف	بیش بہا	عیش پسند

(۵) ایک مور اور کلنگ

از مولّف

دُم مور نے پھول کر دکھائی
اور بولا کلنگ سے کہ "بھائی

کیا خوب ہیں نقش اور کیا رنگ
دُنیا مجھے دیکھ کر ہوئی دنگ

میری سی کہاں ہے آپ کی دُم
کر سکتے نہیں مقابلہ تم

بولا اُس سے کلنگ ہنس کر
ہاں آپ کے لاجواب ہیں پَر

لیکن نہیں کچھ بھی کام آتے
بچّوں ہی کے دل کو ہیں لبھاتے

اُڑنے نہیں دیتی دم تمہاری
لیتے ہیں پکڑ تمہیں شکاری

یہ کہہ کے پروں کو پھڑپھڑا کے
بولا اونچا ہوا پہ جا کے

آؤ کریں آسماں کا پھیرا
کچھ دم ہے تو ساتھ دو نہ میرا

مُنھ اپنا سا لے کے رہ گیا مور
تھا اس میں کہاں اُڑان کا زور

بھاتا ہے جنہیں نرا دِکھاوا
وہ لوگ ہیں مور کے بھی باوا

بس اُن کو ہے ٹیپ ٹاپ کی دُھن
شیخی کے سوا نہیں کوئی گُن

دیکھیں کسے یاد ہے زبانی
مور اور کلنگ کی کہانی

یاد کرو ہجے اور معنی

رنگ لاجواب نقش اپنا سا منھ لے کے رہ گیا

ناریل کا درخت

۱۔ ناریل کا درخت جزیرۂ لنکا میں کثرت سے ہوتا ہے۔ اس کی شکل تاڑ سے مشابہ ہے۔ اوّل اس میں کلیاں آتی ہیں، پھول کھلتے ہیں۔ پھر پھل لگتا ہے۔ جو گولا سا ہوتا ہے۔ وہ گولا ایک سخت خول لکڑی کا ہے۔ جس کے اوپر ریشہ دار غلاف چڑھا رہتا ہے۔ اس کے اندر سفید عرق دودھ کے مانند بھرا ہوتا ہے۔ وہ عرق رفتہ رفتہ غلیظ ہو کر جم جاتا ہے وہ کھوپرا کہلاتا ہے، اور بطور میوے کے کھایا جاتا ہے۔

۲۔ لنکا والوں کی زندگی کا بڑا دار و مدار اسی درخت پر ہے اس کا عرق پیتے ہیں۔ کھوپرا کھاتے ہیں۔ کھوپرے کا روغن نکالتے ہیں۔ اس کو گھی کی جگہ چاولوں میں ڈال کر نوش کرتے ہیں۔ اس کے ہرے پتوں پر کھانا کھاتے ہیں۔ پتوں کی رسّی بنا کر کنویں سے پانی کھینچتے ہیں۔ اس کا ریشہ کوٹ کر جال بنتے ہیں۔ اس کے عرق سے تاڑی اور سرکہ بھی تیار کرتے ہیں۔ عرق سے ایک قسم کی شکر بھی بناتے ہیں۔ قہوے کے ساتھ ناریل کی شکر اور ناریل ہی کا دودھ ملا کر پیتے ہیں۔ ناریل کے خول سے حقہ۔ چائے نوشی کے پیالے اور چراغ بناتے ہیں اور چراغ میں ناریل ہی کا تیل جلاتے ہیں۔ شادیوں میں اس کے پھولوں کے ہار پہنتے ہیں۔ اسکی شاخوں

کے ڈنٹھل کو کھود کر ڈبیاں بناتے ہیں۔

۳۔ ستر برس کے بعد یہ درخت بڈھا ہو جاتا ہے۔ بڑھاپے کی علامت یہ ہے کہ پھر اس میں پھل نہیں آتا۔ اس وقت یہ پرانا خادم کاٹا جاتا ہے۔ اس کی لکڑی سے کڑیاں اور ستون بناتے ہیں۔ دروازے، کھڑکیاں۔ کرسیاں۔ صندوقچے، اور دوسری کارآمد چیزیں تیار کرتے ہیں۔ غرض یہ درخت لنکا کے باشندوں کا بڑا ہی شفیق و مربّی ہے۔

یاد کرو ہجّے اور معنی

مشابہ	ریشہ	غلاف	عرق	غلیظ
دار و مدار	روغن	نوش	قہوہ	علامت
خادم	ستون	باشندہ	شفیق	مُربّی

(۷) وَرزش

۱۔ ورزش انسان و حیوان سب کے لئے مفید ہے وہ اعضا کی قوت اور جسم کی صحت کو برقرار رکھتی ہے۔

۲۔ جب اعضا بیکار رہتے ہیں تو ان کی قوت روز بروز زائل ہونے لگتی ہے۔ اسی طرح ایک قسم کی محنت کرتے کرتے اکتا جاتا ہے۔ طبیعت سست اور گند ہو جاتی ہے مگر

ورزش کرنے سے اعضا کی قوت بحال رہتی ہے اور بجھی طبیعت میں تازگی آجاتی ہے۔

۳۔ تازہ اور صاف ہوا میں ورزش کرنے سے ہاضمے کی قوت بڑھتی ہے۔ ہاضمے کی درستی سے تمام جسم چست و قوی رہتا ہے۔ جن لوگوں کو جسمانی مشقت یا ورزش کی عادت نہیں، ان کو اکثر بھوک کم لگتی ہے۔ اسی لئے ضعیف و ناتواں رہتے ہیں۔

۴۔ جو آدمی نفیس غذائیں کھاتے ہیں۔ مگر جسمانی ریاضت نہیں کرتے وہ ان لوگوں سے کمزور ہوتے ہیں۔ جو سادہ غذا کھاتے ہیں۔ مگر ایسی مشقت کرتے ہیں جس میں تمام اعضا پر زور پڑتا ہے۔

۵۔ کاشتکار اور مزدور اسی سبب سے زیادہ مضبوط، اور طاقتور ہوتے ہیں کہ وہ اپنے پیشے کی ضرورت سے کشادہ میدان کے اندر جسمانی محنت میں مصروف رہتے ہیں۔ غرض سو دوا کی ایک دوا ورزش ہے ؂

دوا کوئی ورزش سے بہتر نہیں ۔۔۔ یہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشیں

یاد کر دیجئے اور معنی

ورزش ۔ مفید ۔ اعضاء ۔ قائم ۔ زائل ۔ ہاضمہ ۔ قوی
جسمانی ۔ مشقت ۔ ضعیف ۔ ریاضت ۔ کشادہ ۔ مصروف ۔ بالا نشیں

ایک ایماندار لڑکا

ایک لڑکا ہے بڑا ایماندار ۔۔۔ آزمائش ہو چکی ہے چند بار

ایک دن وہ نیکدل اور باحیا
آدمی بالکل نہیں واں نام کو
تازہ تازہ بیر ڈلیا میں بھرے
آگیا اتنے میں ہمسایہ وہاں
اپنے بیروں میں نہ پائی کچھ کمی
بیر بیٹا تم نے چرائے کیوں نہیں
چور جب بنتے کہ کوئی دیکھتا
کچھ برائی آپ میں گر پاؤں میں
واہ وا شاباش! لڑکے واہ وا

اپنے ہمسایہ کے گھر میں تھا گیا
کیونکہ ہمسایہ گیا ہے کام کو
بے حفاظت گھر کے اندر ہیں دھرے
کھیل میں مصروف ہے لڑکا جہاں
ہو کے خوش لڑکے سے بولا آدمی
کیوں چرا تا چور تھا کیا میں کہیں
دیکھنے کو میں ہی خود موجود تھا
پانی پانی شرم سے ہو جاؤں نا
تو جوانمردوں سے بازی لے گیا

یاد کرو ہجے اور معنی

باحیا ہمسایہ شبہ شاباش بازی لے گیا

(۹) گھوڑا

۱۔ گھوڑا نہایت باتمیز قوی چالاک اور خوبصورت چوپایہ ہے اس سے انسان کو بہت کچھ منفعت اپنے کاروبار میں حاصل ہوتی ہے۔ سواری بھی دیتا ہے۔ باربرداری کے بھی کام کا ہے۔ گاڑی اور توپ گھسیٹتا ہے۔ یورپ میں وہی ہل چلاتا ہے۔ لڑائی کے میدان میں انسان کا بڑا رفیق ہے۔

۲۔ اس کے ایال اور دُم ہوتی ہے اپنے چاروں پاؤں سے

چلتا ہے۔ اس کی چال رہوار۔ دلکی۔ پویہ اور سرپٹ کہلاتی ہے۔ اس کے سُم بیلوں کی طرح دولخت نہیں ہوتے۔ وہ پتھریلے اور سخت رستوں میں چلنے سے گِھس جاتے ہیں۔ سم کی حفاظت کے لئے لوہے کے نعل جڑ دیئے جاتے ہیں۔

۳۔ اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اور اکثر وہ اپنے رنگ کے نام سے بولا جاتا ہے۔ جیسے کمیت۔ سرنگ۔ سمند۔ سبزہ۔ شرغہ نقرہ۔ ابلق۔ مشکی۔ کبھی گھوڑا اپنے ملک کے نام سے مشہور ہوتا ہے۔ مثلاً ترکی۔ تازی۔ عراقی۔ پہاڑی۔ کاٹھیاواڑ وغیرہ۔

۴۔ عرب کا گھوڑا تازی کہلاتا ہے۔ وہ بے نظیر مشہور ہے۔ بڑا چالاک جاندار اور نہایت اصیل ہوتا ہے۔ ایسا گھوڑا دنیا کے کسی اور خطے میں نہیں پایا جاتا۔ عرب کے لوگ گھوڑے کو نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے پرورش کرتے ہیں۔ اس کو اولاد کی طرح عزیز رکھتے ہیں۔ کبھی چابک نہیں مارتے۔ بلکہ آواز یا باگ کے اشارے سے کام لیتے ہیں۔ اور قومیں جو عمدہ طریقہ پر پرورش نہیں جانتیں، وہ اپنے گھوڑوں کو زدوکوب کرکے بدمزاج اور ٹرّا بنا دیتی ہیں۔

۵۔ اب دنیا میں صحرائی گھوڑے بہت کم رہ گئے ہیں۔ صرف ایشیاء اور امریکہ کے بعض حصوں میں صحرائی گلے پائے جاتے ہیں۔ جب ان کے سونے کا وقت ہوتا ہے تو دو ایک گھوڑے تمام گلہ کی

پاسبانی کیا کرتے ہیں۔ کوئی خطرہ پیش آتا ہے تو فوراً سوتوں کو ہوشیار کر دیتے ہیں۔

یاد کر لیجئے اور معنی

باربرداری	بال	لخت	نعل	مختلف
اصیل	خطے	زدوکوب	صحرائی	خطرہ

حکایت (۱۰)

۱۔ ایک گھوڑا اور ہرن دونوں ایک ہی چراگاہ میں چرا کرتے تھے۔ کسی بات پر باہم نفاق ہو گیا۔ ہرن نے اپنے نکیلے سینگوں سے مار کر گھوڑے کو چراگاہ سے خارج کر دیا۔ اب اس کو یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح دشمن سے انتقام لیجئے۔

۲۔ گھوڑے نے سوچا میں تنہا اپنے مخالف پر غالب نہ آسکوں گا اس لئے انسان سے مدد کا طالب ہوا۔ انسان نے اس کے دشمن کو واجبی سزا دینے کا اقرار کیا۔ لیکن اس شرط پر کہ اس کے منھ میں لگام دے۔ پشت پر زین کسے اور اس پر سوار ہو کے چلے۔

۳۔ گھوڑے کے دل میں فتنے کی آگ بھڑک رہی تھی، وہ ان سب باتوں پر رضامند ہو گیا اور انسان کو اپنی پشت پر سوار کر کے دشمن کے مقابلہ کو لایا۔ اور بہت جلد اس کو شکست دے کر تمام چراگاہ پر قبضہ کر لیا۔

۴۔ جب اس طرح گھوڑے کی دِلی مُراد بر آئی تو اس نے انسان کی حمایت اور رفاقت کا بہت بہت شکریہ ادا کر کے رخصت چاہی۔ انسان نے اس کی باگ پکڑ لی اور کہا "اے رفیق! میں تیری خوبیوں سے محض ناواقف تھا۔ آج تجربہ ہوا کہ تو ایسا مفید اور کار آمد جانور ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو اپنی خدمت میں رکھوں، اور یوں جنگل میں آوارہ نہ پھرنے دوں۔

۵۔ غرض انسان نے گھوڑے کو اگاڑی پچھاڑی لگا تھان پر باندھ لیا۔ گھاس دانے کا راتب مقرر کیا۔ اور اس سے سواری اور بار برداری کا کام لینے لگا۔ اس وقت گھوڑے کو معلوم ہوا کہ خصومت اور نِفاق کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم دونوں اس عیش و آزادی سے محروم ہو گئے جو چراگاہ میں حاصِل تھی۔

رُباعی (مؤلف)

جب تک کہ سبق ملاپ کا یاد رہا بستی میں ہر ایک شخص دل شاد رہا
جب رشک و حسد نے پھوٹ آ کر ڈالی دونوں میں سے ایک بھی نہ آباد رہا

یاد کر لیجئے اور معنی

چراگاہ باہم نِفاق خارج کرنا
اِنتقام مخالف کینہ رضامند قبضہ
حمایت رفاقت محض آوارہ خصومت حسد

(۱۱) حَسَد

۱۔ جو آدمی تنگ دل ہوتے ہیں وہ اوروں کی بہتری دیکھ نہیں سکتے۔ خاص کر اپنے عزیزوں، دوستوں یا ہم پیشوں کو اچھّی حالت میں پاتے ہیں تو جل بھن کر خاک ہو جاتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کو حاسد اور اس کمبخت عادت کو حَسَد کہتے ہیں۔

۲۔ حاسد آدمی اپنے سوا سب پر آفت و زوال چاہتا ہے۔ لیکن اس کا چاہا نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ ہمیشہ رنج و کلفت میں مبتلا رہتا ہے۔ اس کی یہ بری عادت ایک خدائی مار ہے جو ہر دم اس کی گردن پر سوار ہے

۳۔ حاسد جو اوروں کی تباہی اور بربادی چاہتا ہے وہ اکثر اپنی بھلائی اور ترقی میں کوشش نہیں کرتا۔ اس کو اپنے بنانے کی اتنی فکر نہیں ہوتی۔ جتنی دوسروں کے بگڑنے کی آرزو ہوتی ہے۔ اسلئے وہ روز بروز کاہل ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ کاہلی اس کو خدا کی نعمتوں سے محروم رکھتی ہے۔

۴۔ جب حسد کی بیماری زور پکڑ جاتی ہے۔ تو حاسد علانیہ لوگوں کی بدخواہی کرتا ہے۔ وہ لوگوں کے گلے شکوے۔ غیبت اور بدگوئی میں مصروف رہتا ہے۔ تہمت لگانے اور بہتان باندھنے سے بھی نہیں چوکتا۔ اس لئے حسد کا انجام عداوت ہے اور عداوت بھی

ایک دوسرے نہیں بلکہ ہر خوش نصیب اس کا دشمن ہے۔ شعر (ناسخ)

حاسد کو ایک دم نہیں راحت جہان میں
رنج و حسد ہے جان ہے جبتک کہ جان میں

یاد کرو ہجے اور معنی

ہم پیشہ زوال تباہی کاہل نعمت اعلانیہ
بدخواہی شکوے غیبت تہمت بہتان انجام
حاسد راحت عداوت

(۱۲) چائے

۱۔ چائے ایک درخت کی پتی ہے۔ جس کی کاشت ملک چین میں کثرت سے ہوتی ہے۔ وہاں ہر آدمی چائے کا ایک باغیچہ رکھتا ہے۔ جتنی چائے اپنے گھر کے صرف سے بچ رہتی ہے اس کو فروخت کر کے اور ضروری سامان خرید لیتا ہے۔

۲۔ کچھ مدّت سے ملک آسام اور دامن ہمالہ کے بعض مقامات میں چائے کے باغ لگائے گئے ہیں۔ وہاں سے لاکھوں روپے کی چائے دوسرے ملکوں کو جاتی ہے۔

۳۔ چائے کا درخت بڑی حفاظت اور کوشش سے پرورش پاتا ہے۔ اوّل ایک قطعہ میں بیج بو کر پودہ تیار کرتے ہیں پھر اس کو اکھیڑ کر بڑے وسیع قطعوں میں برابر فاصلے پر قطار در قطار جما دیتے ہیں۔

وہی چائے کا باغ کہلاتا ہے۔

۴۔ جب اس کا درخت تین سال کا ہو جاتا ہے تو پتّی چننی شروع کرتے ہیں۔ صدہا مزدور عورتیں اور مرد اس کام میں مشغول رہتے ہیں۔ سال میں تین بار پتّی چنی جاتی ہے۔ پھر ہری پتّی کڑھاؤ میں ڈال کر بھونتے ہیں۔ ایک آنچ دے کر میزوں پر پھیلا دیتے اور اس کے گولے گولے بنا کر مٹھیوں سے خوب نچوڑ دیتے ہیں۔ نچوڑنے کے بعد اس کو ہوا میں پھریرا کر کے دوسری بار کڑھاؤ میں بھونتے ہیں۔ اب پتیاں چُرمُر ہو کر ایسی ہو جاتی ہیں جیسی تم بکتی ہوئی دیکھتے ہو۔

۵۔ چائے کی زراعت نہایت خوشنما ہوتی ہے۔ اس کا پھول نہایت خوشبودار اور سفید مثل جنگلی گلاب کے ہوتا ہے جب پھول کھلتے ہیں تو دور تک جنگل معطر ہو جاتا ہے۔ ہوا کے جھونکے چلتے ہیں! تو عجب بھینی بھینی بو آتی ہے۔ چائے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سیاہ، دوسری سبز۔ چینی سیاہ کو پسند کرتے ہیں اور روسی سبز کو۔

یاد کر دیجئے اور معنی

کاشت	فروخت	دامن	مقامات	قطعہ
وسیع	قطار	صدہا	زراعت	معطّر

(۱۳) دلیری

۱۔ جس وقت کوئی دشواری یا خطرہ پیش آئے یا آفت و مصیبت

کا سامنا ہو اگر انسان اس وقت اپنی ذات پر بھروسہ کر کے اور اپنی رائے اور تدبیر سے ان خطروں اور آفتوں کے دفع کرنے پر آمادہ ہو تو اس خصلت کو دلیری کہتے ہیں؟۔

۲۔ دلیری سے ثابت قدمی اور استقلال پیدا ہوتا ہے۔ استقلال کے وسیلے سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ جس کام کو آدمی شروع کرتا ہے اس کو تمام کر کے چھوڑتا ہے۔ دلیری انسان کو بڑے بڑے کاموں کا حوصلہ دلاتی اور کامیابی کی راہیں سجھاتی ہے۔ دلیری ہی وہ چیز ہے جو آدمی کو ادنیٰ درجے سے اعلیٰ رتبے پر پہنچاتی ہے۔

۳۔ دلیری دشمنوں کے حملے ظالموں کے ظلم اور شریروں کی شرارت سے بچاتی ہے۔ دلیری ہی سے انسان اپنے نفع اپنے حق اور اپنی عزت و حرمت کی حفاظت کرتا ہے۔ دلیری سے صبر و تحمل پیدا ہوتا ہے جو آدمی کو مصیبتوں پر غالب اور فتحمند بنا دیتا ہے۔

۴۔ شاید تم نے دیکھا ہو کہ انجن کے نیچے آگ جلاتے ہیں، جس سے بھاپ بنتی ہے۔ بھاپ کی روک تھام سے باقاعدہ حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اس حرکت سے بڑے بڑے کام نکلتے ہیں۔ اسی طرح غصہ آدمی کے دل میں ایک طاقت پیدا کرتا ہے۔ جب عقل اس طاقت کو اپنے قابو میں رکھتی ہے تو آدمی سے دلیری کی خصلت ظاہر ہوتی ہے۔

۵۔ جب غصہ حد سے زیادہ بڑھتا ہے تو عقل سلامت نہیں رہتی، انجام کا فکر اور نیک و بد کی تمیز اُٹھ جاتی ہے۔ اِس جوش میں وہ ایسی

نامعقول حرکتیں کر بیٹھتا ہے کہ غصّہ فرو ہونے کے بعد اس کو خود ندامت ہوتی ہے۔ بدلہ اور انتقام کا خوف دل پر چھا جاتا ہے۔ ایسے آدمی سے دوست، آشنا نفرت کرنے لگتے ہیں۔ دشمن اس کی بیہودگی پر ہنستے اور خوش ہوتے ہیں۔

۶۔ غصّے کی حرارت کا بالکل مر جانا بھی بُرا ہے۔ جب یہ حرارت آدمی کے دل کو نہیں ابھارتی تو وہ بودا اور ڈرپوک۔ کم ہمت، سست اور بے غیرت بن جاتا ہے۔ اگر دشمن اس کی حق تلفی یا ہتک کرے تو وہ ذِلّت کے ساتھ گوارہ کرتا ہے۔

کوئی آفت یا خطرہ سامنے آئے تو اس کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ ایسا آدمی کسی دشوار کام کو انجام نہیں دے سکتا۔ اس لئے انسانیت کی تمام خوبیوں سے محروم رہتا ہے۔

نہ حلوا بن، کہ چٹ کر جائیں بھوکے
نہ کڑوا بن، کہ جو چکھّے سو تھوکے

یاد کر د ہجّے اور معنی

دشواری	رائے	تدبیر	آمادہ	خصلت
ثابت قدمی	استقلال	وسیلہ	حوصلہ	ادنیٰ
اعلیٰ	ظالم	شریر	حرکت	تحمّل
فرو ہونا	ندامت	حق تلفی	ہتک	گوارا

تھوڑا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے!

بنایا ہے چڑیوں نے جو گھونسلا / سو ایک ایک تنکا اکٹھا کیا
گیا ایک ہی بار سورج نہ ڈوب / مگر رفتہ رفتہ ہوا ہے غروب
گئیں لحظے لحظے میں عمریں گذر / قدم ہی قدم طے ہوا ہے سفر
سمندر کی لہروں کا تانتا سدا / کنارے سے ہے آکے ٹکرا رہا
اسی طرح دریا سے اٹھتی ہے موج / سدا کرتی رہتی ہے دھاوا یہ فوج
کناروں کو آخر گرا ہی دیا / چٹانوں کو بالکل صفاچٹ کیا
برستا جو مینھ موسلا دھار ہے / سو یہ ننھی بوندوں کی بوچھار ہے
درختوں کے جھنڈ اور جنگل گھنے / یونہی پتے پتے سے مل کر بنے
ہوئے ریشے ریشے سے بن اور جھاڑ / بنا ذرے ذرے سے مل کر پہاڑ
لگا دانے دانے سے غلے کا ڈھیر / پڑا لمحے لمحے سے برسوں کا پھیر
جو ایک ایک پل کر کے دن کٹ گیا / تو گھڑیوں ہی گھڑیوں برس گھٹ گیا
لکھا لکھنے والے نے ایک ایک حرف / ہوئیں گڈیاں کتنی کاغذ کی صرف
ہوئی لکھتے لکھتے مرتب کتاب / اسی پر ہر ایک شے کا سمجھو حساب
جلاہے نے جوڑا ہے ایک ایک تار / ہوئے تھان جس کے گزوں سے شمار
ہر ایک علم و فن اور کرتب ہنر / نہ تھا ابتدا ہی سے اس ڈھنگ پر
مگر بڑھتے بڑھتے ترقی ہوئی / جو نیزہ ہے اب، تھا وہ پہلے سوئی
یونہی پھوئیوں بھرے جھیل تال / یونہی کوڑی کوڑی ہوا جمع مال:

اگر تھوڑا تھوڑا کرو صبح و شام		بڑے سے بڑا کام ہووے تمام

یاد کرو ہجے اور معنی

غروب ہونا لحظہ طے غلّہ لمحہ

(۱۵) ایک عرضی

بحضور صاحب کلکٹر بہادر ضلع بلند شہر

بہ درخواست عہدہ پٹواری گری

جنابِ عالی!

کمترین کا باپ مسمی دھرم نارائن جس نے ۲۰ سال تک پٹواری گری کی خدمت نیک نامی کے ساتھ انجام دی تھی۔ پانچ سال کا عرصہ گذرا کہ وہ قضائے الہٰی سے فوت ہو گیا۔ اس وقت فدوی مدرسے میں تعلیم پا رہا تھا۔ اتنی عمر اور لیاقت نہ رکھتا تھا، کہ اپنے باپ کی خدمت کو کافی طور سے انجام کر سکتا۔ اس لئے حاکموں کے حضور میں اپنی پرورش کی درخواست کرنا فضول سمجھا۔ لیکن امسال فدوی نے مڈل کلاس کا امتحان پاس کیا اور اسی وقت سے پیمائش نقشہ کشی اور کاغذات پٹواری کے مرتب کرنے کا طریقہ اپنے ایک رشتہ دار سے جو اس کام میں بخوبی ہوشیار ہے، سیکھتا رہا۔ اور اس بات کا منتظر تھا کہ کسی مناسب موقع پر حضور میں درخواست اپنی پیش کرے۔ اب دریافت ہوا ہے کہ موضع جلال پور اور جھا جھر کے پٹواری

کا عہدہ خالی ہوا ہے۔ اس لئے کمترین نہایت ادب کے ساتھ التماس کرتا ہے کہ جس وقت موضع مذکور کے لئے پٹواری تجویز کیا جائے، تو فدوی کے خاندانی استحقاق پر اور نیز اس کی ناچیز لیاقت پر جو سندوں کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی توجہ فرمائی جائے۔ فقط　۲۰ مارچ ۱۹۵۵ء

عرضی گزار

فدوی کیشو رام پسر دھرم نرائن متوفی پٹواری موضع دانا بگر

تحصیل خورجہ

یاد کرو ہجے اور معنی

کمترین	عرصہ	قضا	فوت	فدوی
کافی	فضول	امسال	مرتب	منتظر
التماس	مذکور	استحقاق	ملاحظہ	متوفی

(۱۶) پھر کوشش کرو

۱۔ ذہن اور حافظہ دماغی قوتیں ہیں۔ بعضے دماغ قدرت نے ایسے بنائے ہیں کہ ان میں یہ قوتیں تیز ہوتی ہیں اور بعض میں مدھم۔ جس کا ذہن تیز ہوتا ہے وہ بات کو جھٹ پٹ سمجھ سکتا ہے۔ جس کا حافظہ قوی ہوتا ہے۔ وہ فوراً یاد کر لیتا ہے اور دیر تک یاد رکھ سکتا ہے۔

۲۔ ذہن و حافظے کی خوبی ایک خداداد نعمت ہے، مگر جب تک کہ انسان اس نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا کوئی فائدہ اس سے حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کا شکر محنت اور کوشش ہے۔ دیکھو! ایک چالاک

گھوڑا ایک میل کا سفر بھی طے نہیں کرتا۔ جب تک تھان پر بندھا ہے! ایک عمدہ پرزوں کی گھڑی ہرگز وقت نہیں بتاتی، جب تک کوکی نہیں جاتی، ایک تیزرو کشتی دریا کے کنارے کبھی نہیں پہنچتی جب تک اپنے مقام سے حرکت نہیں کرتی۔ یہی حال ذہن اور حافظے کا ہے۔ وہ کیسا ہی اچھا ہو، مگر بدون کوشش اور محنت کے کچھ سودمند نہیں۔

۳۔ ایک معمولی ذہن اور حافظے کا آدمی اگر پورے طور سے۔ برابر کوشش کیے جائے تو وہ ترقی کی دوڑ میں اچھے ذہن اور حافظے والوں سے پیچھے نہیں رہتا۔ لیکن بڑی بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ جن کو خدا نے اچھا ذہن اور حافظہ عطا کیا ہے وہ اکثر اپنی تیزی کے غرور میں کافی محنت اور پوری کوشش نہیں کرتے۔ اسی سبب سے وہ مات کھا جاتے ہیں۔ مگر جو محنت ہی کو راحت سمجھتے ہیں اور اپنے کام کی دُھن میں لگے رہتے ہیں۔ وہ کیسے ہی غبی ہوں پھر بھی بازی جیت لیتے ہیں۔

۴۔ آؤ ایک صحیح قصّہ سنائیں جس کو پڑھ کر تم خود سمجھ لوگے کہ کوشش کے ذریعہ سے ایک غبی لڑکا اپنے مدرسے میں کیونکر نامور ہوگیا۔ وہ قصّہ یہ ہے :-

۵۔ کسی قصبے کے مدرسے میں ایک لڑکا تھا۔ نہایت غبی نہایت کند ذہن جس کو آموختہ کبھی یاد نہیں رہتا تھا۔ وہ عادت خصلت کا بُرا نہ تھا۔ کھلاڑی اور شریر بھی نہ تھا۔ بدشوق بھی نہ تھا۔ البتہ

اپنے ذہن اور حافظے کی کمی پورا کرنے کا طریقہ نہیں جانتا تھا۔ اسی سبب سے وہ نہایت رنجیدہ اور بیدل رہتا تھا۔

۶۔ شاید ہی کوئی روز ایسا ہوتا ہو کہ اس کو استاد کی ناراضی سے شرمندہ ہونا نہ پڑتا ہو۔ یہ ایک ایسی ذلّت تھی کہ وہ اپنے ہم جماعت لڑکوں سے بھی ہر وقت جھینپتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو کھیل کے گھنٹے میں اور لڑکوں کی سی خوشی، اور دل لگی ہرگز نصیب نہیں ہوتی تھی۔ روز بروز اس کی ناامیدی بڑھتی جاتی تھی۔ اور وہ اکثر یوں خیال کرتا تھا کہ غالباً خدا نے مجھ کو لکھنے پڑھنے کے واسطے پیدا نہیں کیا۔

۷۔ ایک روز صبح سویرے مکتب میں حاضر ہوا۔ اگرچہ اس کے حق میں یہ صبح سب سے زیادہ سخت اور ہولناک تھی۔ مگر خدا کی مرضی یوں تھی کہ یہی صبح اس کی خوش نصیبی کی پہلی صبح ہو گئی۔ آج اس کو آموختہ بالکل یاد نہ تھا۔ استاد نے جتنے سوال کئے ان میں سے ایک کا بھی صحیح جواب نہ دے سکا۔ جب کام ختم ہوا تو استاد نے معمول سے زیادہ غیرت دلائی اور صاف کہدیا کہ تم خوب کوشش نہ کرو گے تو مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم دنیا میں کسی قابل نہ بن سکو گے۔

۸۔ وہ لڑکا یہ باتیں سن کر نہایت غمزدہ سا ایک طرف جا بیٹھا اور ادپری دل سے اس بھولے ہوئے سبق کو پھر دیکھنے لگا۔ کیونکہ اس کے دل پر سخت صدمہ تھا۔ تمام بدن پسینے پسینے ہو رہا تھا۔ نہایت مایوس ہو کر اپنے ساتھی سے جو اس کے قریب بیٹھا تھا۔ چپکے چپکے کہنے

لگا "کیا کوشش کروں! مجھ کو یاد تو رہتا ہی نہیں۔ شاید پڑھنا میرے مقسوم میں نہیں"۔

۹۔ اس کے ہم سبق نے کہا "بھائی جان! یاد نہیں رہتا تو کچھ مضائقہ نہیں! کوشش کرو اور پھر کرو مگر خدا کے واسطے ہمت نہ ہارو"۔ لڑکے نے جواب دیا "صاحب کوشش تو کرتا ہوں مگر سب اکارت ہو جاتی ہے۔ اب اس کے سوا کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ پڑھنا چھوڑ دوں"۔ اس کے نیک دل ہم سبق نے پھر نرمی اور مہربانی سے کہا "اے عزیز! جو ہو سو ہو ایکبار تو اور کوشش کر دیکھ"۔

۱۰۔ اگرچہ اس غبی لڑکے کا دل ٹوٹ گیا تھا۔ مگر مہربان ہم نشین کی اس صدا نے کہ "پھر کوشش کرو! پھر کوشش کرو! اس کا ڈھارس بندھایا۔ اب وہ ایک بار اور کوشش کرنے پر مستعد ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس نے معلوم کیا کہ الفاظ اور فقرے ذہن نشین ہونے لگے۔ پھر تو اس کی ہمت بڑھ گئی اور تھوڑی دیر میں سارا سبق ازبر کر لیا۔

۱۱۔ وہ اس کامیابی سے ایسا بشاش ہوا کہ گویا اس نے ایک بڑا بھاری خزانہ پا لیا۔ اس کو زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ وہ آئندہ بھی اپنے ہر ایک سبق کو اسی طرح جی لگا کر کوشش کرے گا، تو یاد کر سکے گا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور بہت ادب کے ساتھ اُستاد کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

۱۲۔ اُستاد۔ اب کیا چاہتے ہو؟

لڑکا۔ جناب! میں چاہتا ہوں کہ مہربانی فرما کر میرا سبق پھر

سن لیجئے۔

اُستاد۔ تم کس برتے پر درخواست کرتے ہو؟ آدھ گھنٹہ بھی تو نہیں گزرا کہ تم سنانے کھڑے ہوئے تھے، مگر ایک لفظ بھی نہ سُنا سکے۔

لڑکا۔ بیشک جناب! اس وقت مجھ کو یاد نہ تھا۔ مگر اب تو خدا کے فضل سے میں اچھی طرح سنا سکتا ہوں۔ اور اُمید ہے کہ آپ جو کچھ دریافت فرمائیں گے۔ اس کا ٹھیک جواب دے سکوں گا۔

اُستاد۔ خیر سُناؤ!

۱۳۔ لڑکے نے تمام سبق اس سرے سے اس سرے تک فر فر سنا دیا اور سب ٹھیک سنایا۔ نہ کچھ بھولا نہ کہیں رُکا۔ جو بات پوچھی گئی اس کا معقول جواب دیا۔ استاد نے بہت خوشی ظاہر کی، اور کہا کہ اگر اسی طرح آئندہ بھی کوشش کروگے تو میں اُمید کرتا ہوں کہ تم ایک لائق طالب علم بن جاؤ گے۔ پھر تو اس کا یہ حال ہوگیا کہ مدرسہ میں کوئی لڑکا ایسا نہ تھا جو اس سے بہتر سبق یاد کرکے لاتا ہو۔

یاد کر دیجئے اور معنی

ذہن	حافظہ	خداداد	تیزرو	عطا
غبی	کند ذہن	ذلت	ہولناک	مایوس
مقسوم	مضائقہ	ہم نشین	صدا	مستعد
الفاظ	ذہن نشین	اَزبر	بشاش	فضل

(۱۷) نیل

۱۔ نیل کا پودا کچھ بہت اونچا نہیں ہوتا۔ تخمیناً دو گز کے قریب بلند ہوتا ہے۔ اس کے پتوں کی شکل کچھ بیضوی سی ہوتی ہے۔ پتوں کے جوڑے شاخ کی دونوں طرف نکلتے ہیں۔

۲۔ جب پودے میں کلیاں پھوٹنے کا وقت آجاتا ہے، تو اس کو کاٹ لیتے ہیں۔ اور گٹھے گٹھے باندھ کر ایک بڑے حوض کے اندر ڈال دیتے ہیں۔ جو خاص اسی غرض کے لئے چونے گچ سے تعمیر کیا جاتا ہے وہ گٹھے اتنی مقدار سے ڈالے جاتے ہیں کہ تین چوتھائی حوض بھر جائے۔

۳۔ نیل کے گٹھے جو حوض کے اندر ڈالے جاتے ہیں۔ ان کے اوپر لمبی لمبی بھاری کڑیاں وغیرہ لادی جاتی ہیں۔ تاکہ وہ ان کے بھاری بوجھ سے دبے رہیں، اور جب حوض میں پانی چھوڑا جائے تو اس کی سطح پر تیرنے نہ لگیں۔ پھر حوض کو پانی سے اس قدر بھرتے ہیں، کہ وہ پودے جو کڑیوں کے نیچے دبائے گئے ہیں۔ بالکل پانی میں غرق ہو جائیں

۴۔ جب پودوں کو بھیگے ہوئے چند روز ہو جاتے ہیں تو اس پانی کی رنگت میں زردی جھلکنے لگتی ہے۔ اس وقت موری کی ڈاٹ جو حوض کی تہ میں ہوتی ہے کھول دی جاتی ہے اور تمام پانی حوض میں چلا جاتا ہے پہلے حوض کی بہ نسبت نشیب میں بنا ہوتا ہے۔

۵۔ اب اس زردی مائل پانی کو جو نیچے کے حوض میں آگیا ہے لمبی

لکڑیوں اور بانسوں کے ذریعہ سے بلونا شروع کرتے ہیں۔ اس ترکیب سے باہر کی ہوا پانی میں شامل ہو جاتی ہے اور زرد رنگ کے ذرّوں کو جو پانی کے اندر گھلے ہوئے ہیں نیلا بنا دیتی ہے۔

۶۔ جب پانی خوب نیلا ہو جاتا ہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں، تاکہ نیل کے ذرّے تہ نشین ہوجائیں۔ پھر اوپر اوپر کا صاف پانی ایک موری کی راہ سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ اور نیلی گاد باقی رہ جاتی ہے جس کو جوش دے کر پانی سکھا لیتے ہیں۔

۷۔ اب نیل کی ٹکیاں دبا دبا کر بنائی جاتی اور بہت حفاظت کے ساتھ وزن کر کے لکڑی کے صندوقوں میں بند کی جاتی ہیں اور جہاں ان کی گاہکی ہوتی ہے۔ وہاں سربند صندوق روانہ کر دیئے جاتے ہیں۔

۸۔ نیل رنگنے کے کام آتا ہے۔ اس کی بڑی قیمت ہوتی ہے۔ کبھی کبھی دو سو اڑھائی سو روپیہ من کے حساب سے فروخت ہوتا ہے۔ جس سال نیل گراں بکتا ہے۔ نیل کے کارخانے والوں کو بڑی منفعت حاصل ہوتی ہے۔ مگر جب ارزاں ہو جاتا ہے یا پیداوار اچھی نہیں ہوتی تو خسارہ بھی بہت ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کارخانہ بیٹ ہو جاتا ہے۔

۹۔ نیل خاص کر ہندوستان میں پیدا ہوتا ہے۔ بنگالے میں اس کی کاشت بہت ہوتی ہے۔ اور وہاں نیل بنانے کے بہت سے کارخانے ہیں۔ اب کسی قدر ملک امریکہ کے گرم حصّوں میں بھی بویا جانے

لگا ہے۔

یاد کر لیجئے اور معنی

تخمیناً بیضہ بیضوی سطح عرق حوض نشیب
ذریعہ ذرّہ تہ نشین سربند ارزاں خسارہ

حکایت (۱۸)

۱۔ کوئی شکاری ایک تنگ منہ والے برتن میں تھوڑی سی مٹھائی ڈال کر چپکے سے جنگل میں رکھ آیا۔ ایک بندر نے اس کو دیکھا، پاس جو گیا تو مٹھائی نظر آئی۔ فوراً برتن کے منہ میں ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر کے مٹھائی نکالنی چاہی۔ لیکن اب نکلے تو کیونکر نکلے؟ نہ برتن کا منہ کشادہ ہو سکتا ہے نہ وہ بندھی مٹھی کھولتا ہے۔ اس کو نہ طمع اجازت دیتی ہے نہ عقل رہنمائی کرتی ہے کہ مٹھائی سے دست بردار ہو اور اپنی جان بچائے۔ آخر شکاری آیا اور بندر کو گرفتار کر لیا، بعینہ یہ مثال ان لوگوں پر صادق آتی ہے جو مال کی محبّت میں مبتلا ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ بڑا صیّاد یعنی موت ان کو گرفتار کر کے لے جاتا ہے۔

یاد کر لیجئے اور معنی

فوراً طمع رہنمائی دست بردار ہونا
بعینہ صادق مبتلا صیّاد گرفتار

(۱۹) کھانا پینا اور سونا

۱۔ انسان غذا کی بدولت تازہ و توانا ہوتا اور بڑھتا ہے۔ اس کی خوراک کی خاص چیزیں گیہوں، چنا، چاول، میوہ، ساگ، پات، دودھ، گھی ہیں۔

۲۔ انسان بخوبی زندہ رہ سکتا ہے۔ اگر حیوانی اور نباتی غذا ملا کر کھاتا رہے۔ حیوانی غذائیں وہ ہیں جو حیوانات کے جسم سے حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً دودھ، گھی وغیرہ۔ نباتی غذائیں وہ ہیں جو درختوں سے یا سبزہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

۳۔ درخت اور سبزہ سے جو خوراک آدمی کو ملتی ہے، ان میں سے بعض تخم ہیں۔ مثلاً گیہوں، چنا، مٹر، ماش، مونگ وغیرہ بعض پھل ہیں۔ مثلاً کدو۔ ترئی، بینگن، خربوزہ، تربوز، وغیرہ بعض جڑیں ہیں جیسے گاجر، آلو، شلغم، چقندر، پیاز وغیرہ۔ بعض پتے ہیں، جیسے میتھی، پالک، سویہ، پودینہ، ہرا دھنیا وغیرہ۔ بعض پھول ہیں، جیسے گوبھی کا پھول، کچنال کی کلیاں وغیرہ۔

۴۔ حیوانی غذائیں اور غلہ آدمی کی اصلی خوراک ہیں۔ کیونکہ ان سے گوشت پوست اور ہڈی کو مدد پہنچتی ہے۔ مگر ترکاریاں اور ساگ ایندھن کا کام دیتی ہیں۔ وہ بدن میں حرارت بڑھاتی ہیں۔ اس حرارت سے کھانا ہضم ہوتا ہے، اور آدمی زندہ رہتا ہے۔ اگر

ہری ترکاری بالکل نہ ملے تو بعض بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۵۔ دودھ نہایت لطیف و نفیس غذا ہے۔ اس میں وہ سب چیزیں شامل ہیں، جو انسان کی زندگی قائم رکھنے کے واسطے ضروری ہیں۔ قدرت نے کیا حکمت سے یہ مفید عرق تیار کیا ہے۔ جس میں کھانا اور پانی دونوں شامل ہیں اور انسان کو ہر حالت میں نفع بخشتا ہے۔ بچہ، جوان، بڈھا، تندرست، بیمار، سب کے مزاج کے موافق ہے۔

۶۔ جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ معدے میں پہنچ کر پکتی ہے۔ اس میں سے جو کارآمد حصّہ ہے وہ خون بن کر بدن میں رہ جاتا ہے۔ باقی فضول حِصّے خارج ہو جاتے ہیں۔ مگر ایک بار جس قدر خون بنتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے کافی نہیں۔ کیونکہ ہر وقت صرف ہوتا رہتا ہے۔ کچھ حِصّہ سانس اور پسینے کی راہ سے باہر نکل جاتا ہے۔

۷۔ آدمی کے بدن میں سے کچھ نہ کچھ ہر وقت گھٹتا اور تحلیل ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو تازہ مدد پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کی خبر ہم کو بھوک دیتی ہے۔ گویا بھوک معدے کی آواز ہے کہ اب مجھ کو غذا پہنچاؤ۔ معدے کو بے اندازہ بھرنا نہ چاہیئے۔ اس سے ہضم میں فتور پڑتا ہے۔ غذا معدے کے اندر سڑ جاتی ہے۔ اُس وقت آدمی سست اور بیمار ہو جاتا ہے ؎

نہ کھاؤ اتنا زیادہ کہ ڈال دے بیمار　　نہ اتنا کم ہو کہ ناطاقتی ہی ڈالے مار

۸۔ پانی بھی انسان کے لئے ضروری چیز ہے۔ بغیر اس کے غذا معدے میں گلتی اور گھلتی نہیں۔ جب معدہ اور بدن کو پانی کی خواہش ہوتی ہے تو ہم کو پیاس لگتی ہے۔ نہایت صاف ستھرا اور ٹھنڈا پانی پینا چاہیئے۔ گندا اور ناصاف پانی آدمی کی صحت میں خلل ڈالتا ہے۔ چاء اور قہوے کا پینا بھی مفید ہے، مگر نشیلی چیزوں کا پینا نہایت مُضر ہوتا ہے۔ اس سے ہمیشہ پرہیز واجب ہے۔

۹۔ بعض آدمیوں کو تمباکو پینے یا کھانے کی لت پڑ جاتی ہے۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ جو دام اس میں صرف ہوتے ہیں وہ محض بے کار جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بڑی مضرت یہ ہے کہ وہ آدمی کے دماغ اور نگاہ کو خراب کرتا ہے۔ خاص کر بچوں کو نہایت احتیاط لازم ہے کبھی بھول کر حُقّے کو منھ نہ لگائیں۔

۱۰۔ آدمی کی زندگی کے لئے سونا بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ کھانا اور پینا، سونے سے بدن راحت پاتا اور تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ اگر راحت میسّر نہ آئے تو آدمی مر جائے۔ جوان کی بہ نسبت بچّوں کو سونے کی زیادہ حاجت ہے۔ بچّہ جتنا چھوٹا ہوتا ہے۔ اسی قدر زیادہ سوتا ہے۔ سوتے میں ہم اکثر خواب دیکھتے ہیں۔ خواب کیا ہے وہ ہمارے ہی خیالات ہیں۔ جو اس وقت ہمارے دماغ میں گزرتے ہیں۔

یاد کر دیجئے ہجے اور معنی } توانا حیوانی نباتی تخم ہضم لطف حکمت تحلیل فتور مضر مضرت علاوہ

اَب آرام کرو!

جھٹ پُٹا سا ہو گیا ہے شام کا
قصد چڑیوں نے بسیرے کا کیا
دیکھنا سورج ہے چھپنے کے قریب
لو! کبوتر بھی گرے پر جوڑ کر!
شام کو بستی سے جنگلوں کی طرف
دن میں جو آواز تھی مدھم پڑی
جانور دن بھر قلانچیں بھر چکے
وہ جو کٹ کٹ کر رہی تھیں مرغیاں
بھیڑ، بکری، اونٹ گھوڑا گاؤ خر
اب ہوا کے تیز جھونکے رک گئے
لو سویرے تک ہمارا بھی سلام
اب کہاں باقی ہے موقع کام کا

صاحبو! یہ وقت ہے آرام کا
ڈھونڈھتی ہیں اپنا اپنا گھونسلا
تھم گئے چلتے مسافر بھی غریب
لیں گے اپنے چھوٹے بچّوں کی خبر
اُڑ چلے کوّے بھی ملکر صف بہ صف
بھنبھناہٹ مکھیوں کی کم پڑی!
اپنا اپنا کام پورا کر چکے
ڈھونڈتی ہیں اپنے ڈربے کا نشاں
آن پہنچے اپنے اپنے تھان پر
سو گئے پیڑ اور پتے جھک گئے
وقت ہے نا وقت کیا کیجے کلام
صاحبو! یہ وقت ہے آرام کا

یاد کر دیجیے اور معنی

جھٹ پُٹا — صَف بہ صَف — قلانچیں بھرنا

(۲۱) پانی کی شکلیں

۱- ہوا اور روشنی کے مانند دنیا میں پانی بھی ایک عام چیز

ہے۔ سمندروں اور جھیلوں میں بھرا پڑا ہے۔ روئے زمین کا تین چوتھائی حصّہ پانی میں پوشیدہ ہے۔

۲۔ پہاڑوں سے چھوٹے چھوٹے نالے، ندیاں، سیلاب جاری رہتے ہیں۔ وہی باہم مِل جل کر بڑے دریا بن جاتے ہیں۔ پانی تالابوں اور حوضوں میں بھی بھرا رہتا ہے۔ کہیں اس کو کنواں کھود کر نکالتے ہیں۔ کہیں چشموں اور سوتوں سے اُبلتا ہے۔

۳۔ وہ حرارت پاکر بھاپ بن جاتا ہے۔ آفتاب کی گرمی دن بھر تری اور خشکی کو تپاتی اور پانی کو بھاپ بناکر ہوا میں اڑاتی ہے۔ جب وہ ہوا میں شامل ہو کر نظر سے غائب ہو جاتا ہے تو ہم اس کو بخار کہتے ہیں۔

۴۔ جوں جوں رات بھیگتی ہے خنکی ہوتی جاتی ہے۔ اس وقت پانی کے اجزے جو ہوا میں شامل ہیں کسی قدر دریاؤں جھیلوں اور گھاٹیوں کے آس پاس ہوا میں اِدھر رہتے ہیں۔ ان کو کُہر کہتے ہیں کسی قدر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر جم جاتے ہیں۔ ان کو پالا بولتے ہیں مگر پانی کی بڑی مقدار دھنی ہوئی روئی کے پہلوں کی مانند ہوا میں اڑتی پھرتی ہے۔ اس کو ہم بادل یا ابر کہتے ہیں۔

۵۔ تم نے بوڑھیوں کی زبانی ضرور سنا ہوگا کہ بادل سمندر سے پانی پی کر آتے ہیں۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ کوئی جانور ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بادل حقیقت میں چھوٹے چھوٹے قطرے اسی پانی

کے ہیں جس کو تم پیتے اور کام میں لاتے ہو۔

۶۔ پانی کے چھوٹے قطرے جو اَبر کی شکل میں نظر آتے ہیں جب وہ باہم مِل جل کر موٹے اور وزنی ہونے لگتے ہیں تو پھر ہوا ان کا بوجھ سنبھال نہیں سکتی۔ اس وقت وہ پھُہار یا بوندوں کی صورت میں زمین پر گرنے شروع ہوتے ہیں۔ اسی کو ہم مینھ یا بارش کہتے ہیں۔

۷۔ جب سخت سردی ہوتی ہے تو پانی جم کر پتھر کی مانند ہو جاتا ہے۔ اسی کو ہم برف کہتے ہیں۔ سرد ملکوں میں جب کڑاکے کا جاڑا پڑتا ہے تو سمندر جھیل تالاب اور ندی کی سطح پر ایک طبقہ برف کا بن جاتا ہے۔ کبھی پانی اوپر ہی سے جما جما یا برستا ہے۔ اس کو ہم اولا کہتے ہیں اور جب پانی کی بھاپ جم جاتی ہے تو وہ پالا کہلاتی ہے۔

۸۔ اس بیان کو پڑھ کر تم سمجھ لو گے کہ گرمی سردی کی تاثیر سے پانی کیا کیا شکلیں بدلتا ہے۔ بھاپ، کہرا، اوس، بادل، اولا، برف یہ سب اسی کی شکلیں ہیں۔ کیا قدرت ہے خدا کی جو ایک ہی چیز کو اتنی شکلوں میں ظاہر کرتا ہے۔

یاد کر دیجئے اور معنی

سیلاب بخار خنکی ابخرہ شبنم طبقہ

(۲۲) ایک کِسان

۱۔ چند سال گزرے کہ ایک کسان گنگا کے کنارے کسی

چھوٹے سے مزرعہ میں آباد تھا۔ اس غریب کے پاس ایک گائے تھی۔ ایک برس ایسا سخت قحط پڑا کہ گائے کے واسطے گھاس کا تنکا بھی میسّر نہ آیا۔

۲۔ کسان کو سخت تردّد ہوا کہ گائے مرگئی تو کیونکر زندگی بسر ہوگی؟ پھر اتنا سہارا بھی عیال واطفال کو نہ رہے گا کہ دودھ پی کر دم تھام لیں۔ کچھ دیر تک ہر قسم کی تدبیریں سوچتا رہا آخرکار اس کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ چارہ کہیں سے چرا کر لائے یا گائے سے ہاتھ اٹھائے۔

۳۔ وہ رات کے وقت ایک ہمسایہ کسان کے کھیت میں جا گھسا اور اس کی گری بیں سے چارہ چرانا شروع کیا۔ جب یہ ناجائز کام کر رہا تھا۔ خود اس کی زبان سے نکلا ؎

ایمان بڑی چیز ہے دنیا میں پر افسوس
کیا کیجئے جب جان کی جوکھوں نہ سہی جائے
اب گائے کو رکھتا ہوں تو ایمان ہے جاتا
ایمان کو رکھتا ہوں تو ہاتھوں سے چلی گائے

اس نے پھر تامل کیا کہ میں کیا کام کر رہا ہوں، فوراً جہاں سے چارہ اٹھایا تھا وہیں رکھ دیا اور کہنے لگا ؎

ایمان سلامت ہے تو ہے آس خدا سے
مرتی ہے اگر گائے تو مر جائے بلا سے!

۴۔ بھوکی گائے کو یاد کر کے پھر اس کا جی بھر آیا اور سوچنے لگا

کہ ہائے کیوں کر اس کی جان بچاؤں ؟ اس کو مر جانے دوں تو بچوں کو کیا کھلاؤں ؟ یہ سوچ کر پھر گری میں سے چارہ نکالا اور مستعد ہوا کہ بوجھ سر پر رکھ کر چلے۔ جس وقت وہ بوجھ اٹھانے کو جھکا ہے ایک آواز کان میں آئی ؎

ہے بُرا یہ کام او ناداں! نہ کر جائے پر ایمان کو قربان نہ کر

۵۔ غریب کسان کو معلوم نہ ہوا کہ یہ آواز کس کی ہے۔ مگر جو ہدایت اس غیبی آواز میں بھری ہوئی تھی وہ اس کے دل میں اثر کر گئی۔ حیا کی خصلت جو انسان کو ہر بُرے فعل سے بچاتی ہے۔ اس کی طبیعت میں تازہ ہو گئی وہ چوری سے باز رہا اور اپنے آپ کو ملامت کرتا گھر کی طرف چل دیا۔

۶۔ دوسرے دن وہ حیرت زدہ سا رہ گیا جب دیکھا کہ وہی ہمسایہ چری کا بھاری گٹھا لئے اس کے دروازے پر کھڑا ہے۔ پہلا لفظ جو اس نے کہا یہ تھا ؎

چوری میں کیا دھرا ہے ایمان ہے تو سب کچھ
لے گائے کی نہ کرنا اے یار فکر اب کچھ

۷۔ وہ بھی عجیب وقت تھا۔ غریب کسان کو فوراً معلوم ہو گیا کہ رات کی کارروائی سے میرا ہمسایہ ضرور واقف ہے۔ وہ خاموش تھا مگر شرمندگی اور خوشی کی بھری نگاہوں سے نیک ہمسائے کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔

۸۔ اتفاق یوں ہوا کہ رات کو اس کا ہمسایہ اپنے کھیت پر موجود تھا، اور ایک پوشیدہ جگہ میں بیٹھا تمام ماجرا دیکھتا رہا۔ وہ غیبی آواز اسی ہمسایہ کی آواز تھی۔ اگرچہ ممکن تھا کہ وہ اسی وقت اپنی رحمدلی ظاہر کرتا۔ مگر اس نے یہ ہی مناسب سمجھا کہ اپنے غریب اور مایوس ہمسایہ کو یکایک خوش کرے۔

یاد کرو ہجے اور معنی

مَزرَعَہ تَرَدّد عیال اطفال چارہ
قحط ناجائز تامّل حیرت زدہ ماجرہ

(۲۳) راجہ بکرماجیت

۱۔ بکرماجیت راجپوت خاندان کا نہایت گرامی راجہ ہوا ہے۔ اگرچہ اس کے زمانہ کو ساڑھے اُنیس سو برس کے قریب ہوئے۔ مگر ہندوستان کی اعلیٰ قوموں میں اب تک اس کا نام زندہ ہے۔ اجین جو مالوہ کی سرزمین میں اب بھی ایک مشہور و معروف شہر ہے اس کا پائے تخت تھا۔

۲۔ دانشمندی انصاف اور شجاعت میں یہ راجہ افضل گنا جاتا ہے۔ اس نے فقیرانہ بھیس بدل کر مدت تک سیر و سیاحت کی اور غیر ممالک والوں کے علم و ہنر اور عقل و حکمت کو خوب دیکھا بھالا۔ پچاس برس کی عمر میں ملک گیری کا ارادہ کیا۔ مالوہ

اور گجرات کا خطّہ چند مہینوں میں فتح کرلیا، اور بہت تھوڑے عرصے میں وہ ہند کا مہاراجہ بن گیا۔

۳۔ راجہ بکرماجیت کا دربار تو بڑی شان وشوکت کا تھا مگر اس کی اپنی گذران کا طریقہ ایسا سیدھا سادھا بے تکلف تھا جیسا بڑے پرہیزگاروں اور درویشوں کا ہوتا ہے۔ وہ ایک بوریئے پر سوتا اور پانی کی ایک ٹھلیا کے سوا کچھ سامان اپنے مکان میں نہ رکھتا۔

۴۔ اس گیانی اور گنی راجہ کی سبھا میں بڑے بڑے مشہور عالم فاضل اور شاعر شریک تھے۔ جو اس کی سبھا کے نورتن کہلاتے تھے۔ کالیداس جو ہندوستان کا نامور شاعر ہوا ہے وہ بھی اس راجہ کی سبھا کا ایک رتن تھا۔ انصاف اور شجاعت سے جو شہرت راجہ کو حاصل ہوئی۔ علم کی حمایت اور عالموں کی قدردانی نے اس کو اور بھی چمکا دیا۔

۵۔ راجہ نے اپنی قوم کے دشمنوں پر بڑی فتح حاصل کی تھی اس لئے اس کا عہد نہایت مبارک سمجھا گیا اور اسی سے سمبت شمار ہونے لگا۔ آج تک ہمارے ملک میں اس سمبت کا رواج موجود ہے۔ بہی کھاتوں میں، پتروں میں اور بہت سے کاغذوں میں وہ سمبت لکھا جاتا ہے۔ عیسوی سن سے اس میں ستاون سال کی زیادتی ہے

۶۔ اب تم غور کرو کہ ایسا بڑا راجہ کس مختصر سامان سے اپنی

زندگی بسر کرتا تھا بیشک انسان کو گذران کرنے کے لئے بہت تھوڑا سامان کافی ہے۔ لیکن عیش و آرام کی ہوس طرح طرح کے فضول سامان جمع کراتی ہے اور جب کسی چیز کی آدمی کو عادت ہو جاتی ہے تو وہ چیز ضروری بن جاتی ہے پھر اس میں کچھ مزہ نہیں آتا۔ اس وقت انسان کو دوسری چیزوں کی طلب ہوتی ہے۔ غرض جتنا عیش کا سامان بڑھتا ہے اسی قدر خواہش کو ترقی ہو جاتی ہے۔ اور وہ کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔

یاد کرو ہجے اور معنی

گرامی پائے تخت شجاعت افضل سیاحت
ملک گیری شوکت فاضل مبارک مختصر

(۲۴) دھات

۱۔ دھات صاف اور چمکدار ہوتی ہے۔ مگر شیشے کی طرح نظر اس کے آرپار نہیں گذر سکتی۔ اس کا وزن بھی اور قسم کی چیزوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ مثلاً لوہا بہ نسبت مٹی اور پانی کے بھاری ہے۔ ایک خاصیت دھات کی یہ ہے کہ کوٹنے سے چوڑی اور چپٹی پڑ جاتی ہے ___ مٹی یا پتھر کی طرح ریزہ ریزہ نہیں ہو جاتی ___ وہ حرارت سے پگھل جاتی ہے مگر لکڑی کے طور پر جلتی نہیں اس کا تار کھینچو تو بہت لمبا کھنچ سکتا ہے۔

۲- دھات زمین کے اندر سے نکلتی ہے جہاں سے کھود کر اس کو نکالتے ہیں۔ وہ کان یا معدن کہلاتی ہے اور جو دھات کان سے نکلتی ہے اسی کے نام سے مشہور ہوتی ہے، جیسے لوہے کی کان، تانبے کی کان وغیرہ۔

۳- کئی قسم کی دھاتیں دنیا میں پائی گئی ہیں۔ ان میں سے پلاٹینم۔ سونا۔ چاندی کمیاب اور بیش قیمت ہیں۔ ان تینوں میں یہ بھی بڑا وصف ہے کہ ان کو زنگ نہیں لگتا۔ آگ۔ پانی اور ہوا کی تاثیر سے اُن کی آب و تاب میں کچھ خلل نہیں پڑتا۔ اسی خوبی کی وجہ سے ان تینوں کو اصیل اور باقی کو رذیل دھات کہتے ہیں۔

یاد کرو ہجے اور معنی

خاصیت کمیاب وصف اصیل رذیل

(۱) پلاٹینم

۱- یہ دھات دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔ چاندی کی مانند اجلی اور لوہے کی مثال سخت ہوتی ہے۔ اس کا تار سب سے زیادہ باریک اور دراز بن سکتا ہے۔ وزن میں سونا سب سے زیادہ بڑھیا ہے۔ مگر یہ اس سے بھی وزنی ہے۔ چنانچہ ہم مقدار خالص پانی سے ۲۲ گنی بھاری ہوتی ہے۔ اس کا پگھلانا بھی مشکل ہے۔ سب دھاتوں سے زیادہ حرارت چاہتی ہے۔ گھڑی کے نہایت مہین اور

عمدہ پرزے اِسی دھات کے بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ بہت پائیدار ہوتے ہیں۔

یاد کرو ہجے اور معنی

مثال ہم مقدار خالِص پرزہ پائیدار

(۲) سونا یا طلاء

۱۔ رنگ میں نہایت خوشنما، وزن میں سب سے اعلیٰ خالص پانی سے ۱۹ گنا بھاری ہوتا ہے۔ اس کے ذرّے آپس میں نہایت پیوستہ ہیں۔ اسی وجہ سے زیادہ وزنی ہے۔ کوٹنے پیٹنے سے بہت بڑھ سکتا ہے۔ طبق گر جب دو چمڑوں کے بیچ میں رکھ کر اس کو ہتھوڑے سے کوٹتے ہیں تو ایسے ہلکے اور مہین ورق بن جاتے ہیں کہ پھونک مارو تو ہوا میں اڑ جائیں۔

۲۔ سونے کی اشرفی بنتی ہے جس پر شاہ وقت کا سِکّہ ہوتا ہے۔ انواع واقسام کے زیورات اس کے بنائے جاتے ہیں۔ امیروں اور بادشاہوں کے بعض برتن بھی سونے کے ہوتے ہیں۔

۳۔ سونے کا ملمّع خوب ہو سکتا ہے۔ اگر ایک چاندی کے تار پر سونا لپیٹ کر اس کو بڑھانا شروع کریں تو جس قدر لمبا ہوتا جائے گا سونا بھی اس پر پھیلتا جائے گا۔ یہاں تک کہ ۹ میل لمبے تار کے واسطے ایک تولہ سونا کافی ہے۔

۴۔ سونے میں ایک یہ بھی وصف ہے کہ وہ بہت سخت نہیں ہوتا لیکن سیسے اور رانگ کی طرح بہت نرم بھی نہیں، اس کا مزاج نرمی اور سختی میں معتدل ہے۔ اسی سبب سے اس پر ٹھپہ خوب پڑتا ہے۔

۵۔ سونے کا کھرا کھوٹا پن اس کے وزن سے ٹھیک ٹھیک معلوم ہو سکتا ہے۔ اگر ایک ہی قد و قامت کی دو اشرفیاں ہوں اور ان میں ایک کچھ ہلکی ہو تو سمجھ لو کہ یقیناً اس میں کسی دوسری دھات کا میل ہے۔

۶۔ سونے کی کانیں زیادہ تر جنوبی امریکہ ساحل افریقہ یورپ اور آسٹریلیا میں ہیں۔ بعض ملکوں کے اندر دریا کی ریت میں سونے کے ذرات ملے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

یاد کرو ہجے اور معنی

زیورات	اقسام	انواع	طبق گر	پیوستہ
سِکہ	ساحل	قامت	معتدل	ملمع

(۳) چاندی

۱۔ یہ تیسرے درجے کی اصیل دھات ہے۔ سفید اور اجلی تو

دھاتوں کے اوزان پر پروفیسر بیلفر اسٹیورٹ کی فزکس کے مطابق طبع حال میں درست کئے گئے ہیں۔ مگر کسرات کو چھوڑ دیا ہے۔ یا پورا مان لیا ہے۔

ہے لیکن سونے کی صفائی، پائداری اور چمک دمک کو نہیں پہنچتی. کوٹنے سے بڑھ سکتی ہے۔

۲۔ سونے کی بہ نسبت اس کے ملمع کا زیادہ رواج ہے چنانچہ امیروں اور دولتمندوں کے چمچے، پیالے وغیرہ چاندے کے پانی سے قلعی کئے جاتے ہیں اور دھاتوں کی قلعی کھانے کے ساتھ مل کر آدمی کی صحت میں خلل ڈالتی ہے. مگر چاندی کسی طرح مضر نہیں. اس کے علاوہ رانگ کی قلعی سے زیادہ اجلی اور دیرپا ہوتی ہے

۳۔ سونے کی طرح چاندی کے بھی ظروف. زیور اور سکتے بنتے ہیں. بلکہ اس کے سکوں کا رواج سونے سے زیادہ ہے. اس کا وزن سونے سے بہت ہلکا ہے. خالص پانی سے دس گنی ہوتی ہے

یاد کرو ہجے اور معنی

رواج دیرپا خلل ظروف ظرف

(۴) پارہ یا سیماب

۱۔ تمام دھاتوں میں پارہ ایک عجیب چیز ہے. چاندی سا اُجلا پانی سا پتلا. ذرا حرکت دی اور اِدھر سے اُدھر بھاگا۔ اسی واسطے بیتابی اور بیقراری میں پارہ کی مثال دیتے ہیں۔ جو شخص ایک حالت پر نہیں رہتا۔ یا چپکا نہیں بیٹھتا۔ اس کو کہتے ہیں "آدمی کاہے کو ہے، سیماب ہے"

۲۔ وہ معمولی حرارت میں سیال ہوتا ہے۔ لیکن زیادہ سردی پاتا ہے تو منجمد ہو جاتا ہے۔ اس وقت اور دھاتوں کی طرح کوٹنے پیٹنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ جب زیادہ گرمی پاتا ہے تو وہ ہوا ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ پانی کی طرح بخار بن کر اڑتا رہتا ہے۔

۳۔ پارہ سے گرمی کے اندازہ کرنے کا ایک عمدہ اوزار بنایا گیا ہے۔ شیشے کی پتلی نلی کو ہوا سے خالی کر کے اس میں پارہ بھر دیتے ہیں جس قدر گرمی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر پارہ پھیلتا ہے اور جتنی کم ہوتی ہے اتنا ہی سکڑتا ہے۔ اس طرح صحیح پیمائش گرمی کی ہو جاتی ہے۔

۴۔ اگر پارہ کو گاڑھا کر کے سونے کے ساتھ ملائیں، تو دونوں حل ہو کر ایک ذات ہو جاتے ہیں۔ اب اس کو چاندی یا کسی اور دھات پر پھیلاؤ تو لپٹ جائے گا۔ پھر اس کو آنچ دو تو پارہ فوراً اڑ جائے گا اور سونے کی جھلک باقی رہے گی۔ اس طرح پارہ کی لاگ سے سونے کا ملمع ہوتا ہے۔

۵۔ پارہ دوا کے طور پر بھی کام میں آتا ہے۔ کتنی ہی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ وہ پانی سے ساڑھے تیرہ گنا وزنی ہے۔ یعنی سونے سے ہلکا اور چاندی سے بھاری۔ یورپ، جنوبی امریکہ میں پارہ کی کانیں ہیں۔

یاد کر دیجئے اور معنی

عجیب　سیّال　منجمد　صحیح　حل

(۵) تانبا

۱۔ تانبے کی رنگت میں سرخی کی دمک ہوتی ہے۔ وہ بہت بھاری بھی نہیں ہوتا۔ پھر بھی پانی سے نوگنا وزنی ہے۔

۲۔ کوٹنے سے اس کا باریک پتر اور کھینچنے سے باریک تار بن جاتا ہے۔ گرم تو جھٹ ہو جاتا ہے۔ البتہ اس کے پگھلانے کو آنچ تیز چاہیئے۔ مگر بہت دیر تک جلانے سے میل مٹی سا ہو جاتا ہے۔ ترشی اور نمک کے لگنے سے اس کا زنگار بنتا ہے۔ جو آدمی کے لئے زہر ہے۔

۳۔ تانبا ارزاں ہے۔ اسی واسطے اس کے باسن کثرت سے بنائے جاتے ہیں۔ جن پر رانگ کی قلعی کر لیتے ہیں۔ اگر قلعی نہ کریں تو کھانا زنگاری ہو جائے اور کھانے کے قابل نہ رہے۔

۴۔ کشتیوں اور جہازوں کے پیندے میں پائیداری کی غرض سے تانبے کے پتر جڑ دیتے ہیں۔ اس ترکیب سے یہ بھی فائدہ ہے کہ سمندر کے کیڑوں سے لکڑی محفوظ رہتی ہے۔ تانبے کے سکے بھی بنتے ہیں۔ چنانچہ پیسے اور پائیاں اسی کی ہوتی ہیں۔

یاد کرو ہجے اور معنی

البتہ زنگار محفوظ ترشی

(۶) جست

۱۔ جست کا اصلی رنگ سفید ہے۔ وہ تانبے کے خلاف بہت دیر میں گرم ہوتا ہے۔ اسی واسطے پانی رکھنے کی صراحیاں، گلاس حقے وغیرہ جست کے اکثر بنائے جاتے ہیں۔

۲۔ وہ دواؤں میں بھی کام آتا ہے۔ مگر کھانے میں نہیں بلکہ لگانے میں۔ چنانچہ آنکھوں میں لگاتے ہیں۔ زخموں کے لئے اس کا مرہم بھی بناتے ہیں۔ پانی سے سات گنا بھاری ہے، زیادہ جلانے سے سفید راکھ کی مانند ہو جاتا ہے۔

۳۔ جست اور تانبے کو ملا کر پیتل بناتے ہیں۔ جو بہت خوش رنگ اور صاف ہوتا ہے۔ اس کے برتن بہت بنتے ہیں جو سونے کی طرح چمکتے ہیں۔ مگر عیب یہ ہے کہ پیتل ضرب کو برداشت نہیں کرتا۔ اسی واسطے اس کی کوئی چیز بناتے ہیں تو قالب میں ڈھال کر بنا لیتے ہیں۔ پھر اس کو خراد پر چڑھا کر صاف اور سڈول کر لیتے ہیں۔

یاد کر دیجیے اور معنی

خِلاف حُقّہ ضَرب قالِب خِراد

(۷) لوہا

۱۔ سب سے زیادہ ارزاں اور سب سے زیادہ مفید اور

کار آمد یہی دھات ہے۔ ہمارے بہت سے کام اس سے نکلتے ہیں غالباً قدرت نے اسی واسطے دنیا میں لوہا زیادہ پیدا کیا ہے۔

۲۔ لوہا وزن میں توسبک ہے یعنی پانی سے صرف آٹھ گنا وزنی ہے لیکن سختی اور مضبوطی میں تمام دھاتوں پر فائق ہے۔

۳۔ اس کے گلانے کو سونے سے بھی زیادہ حرارت درکار ہوتی ہے۔ اس کو بار بار آنچ دے کر فولاد بناتے ہیں، جو نہایت سخت اور لچکدار ہوتی ہے۔ چاقو۔ استرہ۔ نشتر۔ خنجر تلوار وغیرہ اکثر فولاد کے بنتے ہیں۔

۴۔ انسان کے تمام ہنر اور ساری صنعتیں لوہے کے اوزاروں کی محتاج ہیں۔ جب تک کوئی قوم اس دھات کے استعمال سے واقف نہیں ہوتی۔ شائستگی میں ترقی نہیں کر سکتی۔ زراعت اور عمارت کے کام لوہے کے اوزاروں سے چلتے ہیں۔ تم اپنے گھر میں جتنا اسباب و سامان دیکھتے ہو اس میں بھی کوئی چیز ایسی نہیں جو لوہے کی امداد کے بغیر حاصل ہوئی ہو۔

۵۔ لوہا اگرچہ نہایت مضبوط شے ہے۔ لیکن نمی اس کی جانی دشمن ہے۔ ایسا زنگ لگاتی ہے کہ اس کو مٹی بنا دیتی ہے۔ دنیا میں لوہے کی کانیں کثرت سے موجود ہیں۔ جتنا بگڑتا ہے اس سے زیادہ ہر سال نکلتا ہے۔ طبیب اور ڈاکٹر فولاد کا عرق اور سفوف بھی تیار کرتے ہیں، جو اشتہا کو بڑھاتا اور گردن کو

تقویت دیتا ہے۔

یاد کرو ہجّے اور معنی

غالبًا سبک مضبوط فائق نشتر خنجر
حائل امداد سفوف اشتہا تقویت

(۸) سیسا

۱۔ سیسا نہایت نرم مگر بھاری ہوتا ہے۔ پانی سے اس کا وزن بارہ گنا ہے۔ بہت ہلکی ضرب سے چپٹا ہو سکتا ہے۔ مگر اس کا تار کھنچ سکتا ہے۔ آنچ دینے سے جلد پگھل جاتا ہے اس میں سے میل بہت نکلتا ہے۔ زیادہ جلایا جائے تو بالکل میل بن کر سرخ انگارہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ کانچ میں سیسا بھی شامل ہوتا ہے۔ اکثر رنگتیں بھی سیسے کی لاگ سے تیار ہوتی ہیں۔ بندوق کی گولیاں اور چھرے سیسے ہی کے بنتے ہیں۔

۳۔ سیسا پانی اور ہوا میں تو نہیں بگڑتا۔ مگر ترشی کے ساتھ مل کر زہریلا ہو جاتا ہے۔ اکثر دغاباز قلعی گر رانگ میں سیسا ملا دیتے ہیں اور اس کی قلعی تانبے کے باسنوں پر کرتے ہیں ایسے برتن میں کھانا صحت کے لئے مضر ہے۔

یاد کرو ہجّے اور معنی :- ترش ترشی زہر زہریلا

دغا　دغاباز　قلعی　قلعی گر

(۹) رانگ

۱۔ رانگ سیسے کی بہ نسبت کسی قدر سفید ہوتا ہے۔ سب دھاتوں سے زیادہ سبک ہے۔ پانی سے سات گنا وزنی نرم بھی بہت ہے۔ سیسے کی طرح ذرا سی طاقت سے مڑ سکتا ہے۔ اس میں لوہے کی سی لچک نہیں ہوتی کہ موڑنے کے بعد خود بخود سیدھا ہو جائے۔ کم آنچ پر پگھل جاتا ہے

۲۔ زیادہ تپانے سے رفتہ رفتہ میں سا بن جاتا ہے۔ پیٹنے سے اس کے ورق تو بن سکتے ہیں۔ لیکن تار کھینچو تو نہیں کھنچ سکتا۔ رانگ میں یہ بڑا وصف ہے کہ اس کو زنگ کبھی نہیں لگتا۔ اس کے برتن تو نہیں بنتے۔ مگر تانبے اور پیتل کے برتنوں پر اس کی قلعی خوب ہوتی ہے۔ اور اصل میں رانگ ہی کا نام قلعی ہے۔

یاد کر و ہجّے اور معنی :۔ وزن　وزنی　خود بخود　رفتہ رفتہ

(۲۵) ایک وقت میں ایک کام

ہے کام کے وقت کام اچھا　اور کھیل کے وقت کھیل زیبا
جب کام کا وقت ہو کرو کام　بھولے سے بھی کھیل کا نہ لو نام

ہاں کھیل کے وقت خوب کھیلو | کودو، پھاندو کہ، ڈنڈ پیلو
خوش رہنے کا ہے یہی طریقہ | ہر بات میں چاہیئے سلیقہ
ہمّت کو نہ ہار یو خدا را | مت ڈھونڈیو غیر کا سہارا
اپنے بوتے پہ کام کرنا | مشکل ہو تو چاہیئے نہ ڈرنا
جو کچھ ہو سو اپنے دم قدم سے | کیا کام ہے غیر کے کرم سے
چھوڑو نہیں کام کو ادھورا | بیکار ہے جو ہوا نہ پورا
اِک وقت میں صرف ایک ہی کام | پا سکتا ہے بہتری سے انجام
جب کام میں کام اور جھیڑا | دونوں ہی میں پڑ گیا بکھیڑا
جو وقت گذر گیا اکارت | افسوس ہوا خزانہ غارت

ہے کام کے وقت کام اچھا!
اور کھیل کے وقت کھیل زیبا

یاد کر دیجئے اور معنی

زیبا　سلیقہ　کرم　خدارا　غارت

(۲۶) ہوا چلی

ہونے کو آئی صبح تو ٹھنڈی ہوا چلی!
کیا دھیمی دھیمی چال سے یہ خوش ادا چلی
لہرا دیا ہے کھیت کو ہلتی ہیں بالیاں!
پودے بھی جھومتے ہیں لچکتی ہیں ڈالیاں

پھلواریوں میں تازہ شگوفے کھلا چلی
سویا ہوا تھا سبزہ اُسے تو جگا چلی
سرسبز ہوں درخت نہ باغوں میں تجھ بغیر
تیرے ہی دم قدم سے ہے بھاتی چمن کی سیر
پڑ جائے اس جہاں میں تیری اگر کمی!
چوپایہ کوئی زندہ بچے اور نہ آدمی
چڑیوں کو یہ اڑان کی طاقت کہاں رہے
پھر کائیں کائیں ہو نہ غٹرغوں نہ چہچہے
بندوں کو چاہیئے کہ کریں بندگی ادا
اس کی کہ جس کے حکم سے چلتی ہے یہ سدا

یاد کرو ہجے اور معنی

خوش ادا ‏ شگوفہ ‏ چمن

(۲۷) اِنسان کا بدن

۱۔ انسان کا بدن تین حصّوں پر تقسیم ہو سکتا ہے۔ سَر۔ تن اور اطراف۔ پھر سر کے دو حصّے ہیں۔ ایک کھوپڑی دوسرا چہرہ تن کے بھی دو حصّے ہیں۔ ایک سینہ دوسرا شکم۔ اطراف کے دو جوڑے ہیں۔ ہاتھ اور ٹانگیں۔

۲۔ کھوپڑی ایک گول ڈبّے کی مانند ہے۔ جو مضبوطی کے لئے
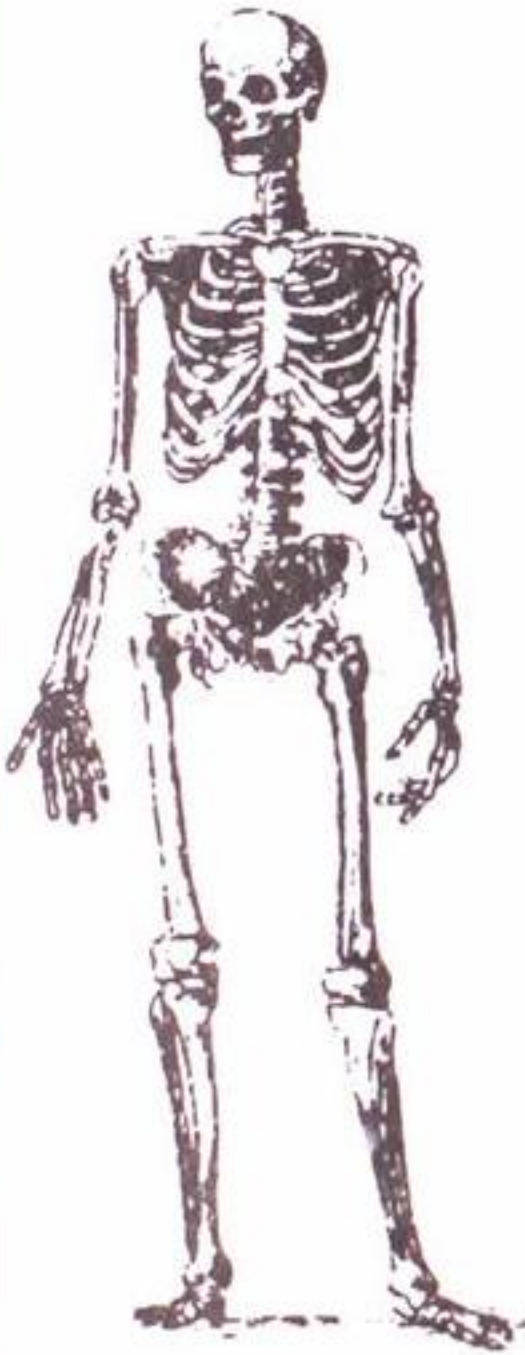
محراب دار بنائی گئی ہے۔ وہ ایک ہڈی
سے نہیں بنی۔ بلکہ اس کے بہت سے ٹکڑے
ہیں۔ جن کی تعداد بچپن میں زیادہ ہوتی
ہے۔ جس قدر عمر بڑھتی ہے وہ ہڈیاں
جڑتی جاتی ہیں۔ ابتدائے جوانی میں
کھوپڑی کی ہڈیاں ۲۲ ہوتی ہیں بڑھاپے
میں مل ملاکر بہت کم رہ جاتی ہیں۔

۳۔ کھوپڑی کے دو خانے ہیں۔ پچھلے
خانے میں ایک لوتھڑا سا بھرا ہوتا ہے
جس کو دماغ یا بھیجا کہتے ہیں۔ دماغ
ہی کل حواس اور روحانی کاموں کی
جگہ ہے۔ سامنے کے خانے میں منہ اور حلق
ہوتا ہے۔ منہ میں ۳۲ دانت ہوتے
ہیں۔ سولہ اوپر کے جبڑے میں اور سولہ نیچے کے جبڑے ہیں۔

۴۔ چہرے میں پیشانی، آنکھیں، رخسارے، ناک، ٹھوڑی اور
لب شامل ہیں اور اس کے دونوں طرف کان ہیں۔

آدمی کے پانچ حواس میں سے چار کے مقام چہرہ میں ہیں۔
بصارت کے دو مقام ہیں۔ یعنی آنکھیں۔ سماعت کے بھی دو ہیں۔
یعنی کان۔ شامہ یعنی سونگھنے کی قوت ناک میں ہے۔ ناک

ظاہر میں ایک معلوم ہوتی ہے۔ مگر حقیقت میں اس کا بھی جوڑا ہے۔ وہ ایک پردے کے حائل ہو جانے سے دو حصّوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ ذائقہ یعنی چکھنے کی قوت زبان میں ہے۔

۵۔ سینے میں ۲۴ پسلیاں ہوتی ہیں۔ یعنی ہر ایک جانب میں بارہ اور ان میں سے اکثر سینے کی ہڈی سے پیوستہ ہیں۔ دوسرا سِرا ان کی پشت کی ہڈی میں جڑا ہے پشت کی ہڈی کو رِیڑھ بولتے ہیں۔ بچپن میں اس کے ۳۳ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ لیکن بڑی عمر میں ۲۴ علیحدہ رہتے اور باقی مِل جاتے ہیں۔ رِیڑھ کے ٹکڑے کو فقرہ کہتے ہیں۔ اگر یہ جُدا جُدا فقرے نہ ہوتے تو آدمی کو جھکنا مشکل ہوتا۔

۶۔ سینے کے کمرے میں دو عمدہ عضو حفاظت سے رکھے ہوئے ہیں۔ انھیں دونوں کی حرکت پر انسان کی زندگی کا مدار ہے۔ ایک تو پھیپھڑا ہے۔ جس کے دو حِصّے ہیں وہ دونوں ہر دم پنکھے کی طرح جنبش میں رہتے ہیں اسی جنبش سے آدمی دم لیتا ہے۔ دوسرا اعلیٰ عضو دل ہے۔ جو پھیپھڑے کے نیچے سینے کے وسط میں رکھا ہوا ہے۔ اس کی حرکت سے تمام جسم کے اندر خون رواں ہوتا ہے۔

۷۔ شکم کے اندر دائیں پسلیوں کے نیچے کو جگر ہے۔ اور بائیں پسلیوں کے نیچے کو تِلّی۔ پشت کی طرف کو دو گردے ہیں۔ پیٹ

ہی کے اندر معدے کی تھیلی ہے۔ جس میں غذا ہضم ہوتی ہے۔ معدے کا بالائی حصّہ تنگ نالی کی صورت میں حلق سے جا ملا ہے۔ نیچے کا حصّہ بہت طویل اور پیچ در پیچ ہے۔ اسی کو آنتیں بولتے ہیں۔

۸۔ ہاتھ شانہ کی ہڈیوں سے پیوستہ ہیں۔ اور ٹانگیں کولھے کی ہڈیوں سے ان دونوں کے حصّوں میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ بازو کے مقابلہ پر ران ہے۔ کلائی کے جواب میں پنڈلی پہنچے کے نمونہ پر ٹخنہ۔ ہتھیلی کے قرینے پر تلوا۔ اسی طرح دونوں میں پانچ انگلیاں ہیں۔ ہر ایک ہاتھ اور ہر ایک ٹانگ میں ۳۰ ہڈیاں ہیں۔

۹۔ آدمی کے تمام بدن پر جلد بطور غلاف کے مڑھی ہوئی ہے۔ اس جلد کے دو حصّے ہیں۔ اوپر کا خول بھوسی کی طرح ہمیشہ جھڑتا رہتا ہے۔ اس میں خراش کرنے سے خون نہیں نکلتا۔ مگر نیچے تہہ جو دبیز اور مضبوط ہے۔ اگر زخمی ہو جائے تو لہو جاری ہو جاتا ہے۔ تن کے اندرونی طرف میں بھی ایک غلاف چڑھا ہوا ہے مگر وہ کھال بہت نرم و نازک اور سُرخ ہوتی ہے اور ہمیشہ تر رہتی ہے جیسے منہ کے اندر کی کھال ہے۔ غرض کھال کے اندر گوشت خون رگیں۔ پٹھے اور ہڈیاں پوشیدہ ہیں۔

۱۰۔ ایک پورے تندرست اور توانا شخص کے جسم کا وزن ۷۷ سیر ہوتا ہے۔ جس میں ۴۳ سیر پانی شامل ہے۔ اس کی نبض ایک منٹ میں ۷۵ بار حرکت کرتی ہے، اور ہر منٹ میں ۱۵

دفعہ سانس لیتا ہے۔ اگر آدمی کے بدن کی کل ہڈیاں شمار کرو تو دو سو سے کچھ زیادہ ہوتی ہیں۔

یاد کر لیجیے اور معنی

اَطراف شِکم حَلق رُخسار بَصارت
سَماعت پُشت عُضو وَسط جِگر
طَوِیل مُطابقت قَرِینہ دَبِیز نَبض

(۲۸) دال کی فریاد

ایک لڑکی بگھارتی ہے دال
دال کرتی ہے عرض یوں احوال

ایک دن تھا ہری بھری تھی میں
ساری آفات سے بری تھی میں

تھا ہرا کھیت میرا گہوارا
وہ وطن تھا مجھے بہت پیارا

بالی پی پی کے تھی میں لہراتی
دھوپ لیتی کبھی ہوا کھاتی

مینہ برستا تھا جھونکے آتے تھے
گودیوں میں مجھے کھلاتے تھے

یہی سورج زمین تھے ماں باوا
مجھ سے کرتے تھے نیک برتاوا

جب کیا مجھ کو پال پوس بڑا
آہ ! ظالم کسان آن پڑا

گئی تقدیر یک بیک جو پلٹ
کھیت کا کھیت کر دیا تلپٹ

خوب لوٹا دھڑی دھڑی کر کے
مجھ کو گونوں میں لے گئے بھر کے

ہو گئی دم کے دم میں بربادی
چھن گئی ہائے میری آزادی

کیا بتاؤں ! کہاں کہاں بیچا
دال منڈی میں مجھ کو جا بیچا

ایک ظالم سے واں پڑا پالا — جس نے چکی میں مجھ کو دل ڈالا
ہوا تقدیر کا لکھا پورا! — دونوں پاٹوں نے کر دیا چورا
نہ سنی میری آہ اور زاری — خوب بنئے نے کی خریداری
چھانا چھلنی میں چھاج میں پھٹکا — قید خانہ مرا بنا مٹکا
پھر مقدر مجھے یہاں لایا — تم نے تو اور بھی غضب ڈھایا
کھال کھینچی الگ کیئے چھلکے — زخم کیونکر ہرے نہ ہوں دل کے
پھر نمک اور مرچ لگایا خوب — رکھ کے چولھے پہ جی جلایا خوب
اس پہ کف گیر کے ٹہوکے ہیں — اور ناخن کے بھی کچوکے ہیں
ہائے! تم نے بھی کچھ نہ رحم کیا — گرم گھی کر کے مجھ کو داغ دیا
ہاتھ دھو کر پڑی ہو پیچھے تم — جان پر آبنی حواس ہیں گم
اچھی بی بی! تمہیں کرو انصاف — ظلم ہے یا نہیں قصور معاف
کہا لڑکی نے میری پیاری دال — مجھ کو معلوم ہے ترا سب حال
تو اگر کھیت سے نہیں آتی! — خاک میں مل کے خاک ہو جاتی
یا کوئی گائے بھینس چر لیتی — پیٹ میں اپنے تجھ کو بھر لیتی
میں تو رتبہ ترا بڑھاتی ہوں — اب چپاتی سے تجھ کو کھاتی ہوں
نہ ستانا نہ جی جلانا تھا — یوں تجھے آدمی بنانا تھا
اگلی بیتی کا تو نہ کر کچھ غم — مہربانی تھی سب نہ تھا یہ ستم

یاد کرو: غَرَض — آفات — بُری — گہوارہ — وَطَن

اور معنی سمجھے: زاری — مُقدّر — غضب ڈھایا — حوَاس — سِتم

(۲۹) ایک خط

۱۰ نومبر ۱۸۹۱ء

از مقام سہارنپور

عزیز من! تم کو یاد ہوگا کہ جس روز تم سفر کی تیاری میں مصروف تھے۔ میری طبیعت کسی قدر ناساز تھی۔ اسی وجہ سے تم کو رخصت کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن تک میں نہ جاسکا تھا تمہارے جانے کے بعد علالت اور زیادہ ہوگئی۔ یہاں تک میں رخصت لینے پر مجبور ہوا۔ دس دن سے کوئی کام نہ کرسکا۔ برابر علاج ہورہا ہے۔ ڈاکٹر مسیح الدین دونوں وقت تشریف لاتے ہیں، اور ایک اوزار سینے پر رکھ کر پھیپھڑے کی کیفیت کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ البتہ دو روز سے مرض میں قدرے تخفیف ہے۔ کھانسی کم اٹھتی ہے۔ شب کو نیند بھی آجاتی ہے۔ مگر میں نقیہ ایسا ہوگیا ہوں کہ ابھی گاڑی میں سوار ہوکر ہوا کھانے نہیں جاسکتا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ ایک ہفتہ کے بعد چلنے پھرنے کی اجازت ملے گی۔ ذرا اور توانائی آجائے تو میرا ارادہ ہے کہ سیدھا دہلی چلا جاؤں، وہاں کے جانے سے صرف تبدیل آب و ہوا ہی مقصود نہیں ہے، بلکہ ضرورت پڑی تو ڈاکٹر شفاء الدولہ سے جو میرے قدیم عنایت فرما ہیں، معالجہ کا موقع ملے گا۔ اُمید ہے کہ معاودت کے وقت دو چار روز تمہارے پاس بھی قیام

کروں گا، اور ایک دو روز پیشتر تم کو اپنے آنے کی اطلاع دوں گا۔ بچوں کو دعا۔ اور سب احباب کو سلام شوق۔ والسلام

راقم امیر بیگ

یاد کرو ہجے اور معنی

ناساز علالت مجبور مرض تخفیف
نقیہ توانائی تبدیل عنایت فرما معالجہ

(۳۰) رات

گیا دن ہوئی شام آئی ہے رات
نہ ہو رات تو دن کی پہچان کیا
ہوئی رات خلقت چھٹی کام سے
لگے ہونے اب ہاٹ بازار بند
مسافر نے دن بھر کیا ہے سفر
درختوں کے پتّے بھی چپ ہو گئے
اندھیرا اجالے پہ غالب ہُوا
ہوئے روشن آبادیوں میں چراغ
کِسان اب چلا کھیت کو چھوڑ کر
تھپک کر سلایا اسے نیند نے
غریب آدمی جو کہ مزدور ہیں

خدا نے عجب شے بنائی ہے رات
اٹھائے مزہ دن کا انسان کیا
خموشی سی چھائی سرِ شام سے
زمانے کے سب کار اور بار بند
سرِ شام منزل پہ کھولی کمر!
ہَوا تھم گئی پیڑ بھی سو گئے
ہر اک شخص راحت کا طالب ہُوا
ہوا سب کو محنت سے حاصل فراغ
کہ گھر میں کرے چین سے شب بسر
تردّد بھلایا اُسے نیند نے
مشقّت سے جن کے بدن چور ہیں

وہ دن بھر کی محنت کے مارے ہوئے
وہ ماندے تھکے اور ہارے ہوئے

نہایت خوشی سے گئے اپنے گھر
ہوئے بال بچے بھی خوش دیکھ کر

گئے بھول سب بال بچوں کا غم
سویرے کو اٹھیں گے اب تازہ دم

کہاں چین یہ بادشاہ کو نصیب
کہ جس بے غمی سے ہیں سوتے غریب

— یاد کرو ہجے اور معنی —

غالب راحت طالب فراغ تازہ دم

(۳۱) گنّا

۱۔ اگرچہ کھجور۔ ناریل اور دوسرے پودوں سے بھی قندو شکر بناتے ہیں۔ مگر ان کا سب سے بڑا سرچشمہ گنّا ہے۔ بالخصوص ہمارے ملک میں تو ہر قسم کی شیرینی کا وہی مورث اعلیٰ ہے۔

۲۔ گنّا ابتدا میں ایک جنگلی گھاس تھا، جس کو پرورش کرتے کرتے انسانی صنعت نے ایسا نرم رسیلا بنا دیا ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ کسی کا رنگ سرخ، کسی کا سیاہی مائل اور کوئی سفید ہوتا ہے۔

۳۔ ہر ملک کی آب و ہوا جس طرح انسان و حیوان کے قدوقامت اور رنگ و روغن میں اختلاف پیدا کر دیتی ہے اسی طرح نباتات پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر خطے کا گنّا بھی مختلف طرز و انداز کا ہو گیا۔ کہیں بہت موٹا۔ لمبا۔ نرم و شاداب کہیں پتلا

چھوٹا، کم رس۔ کہیں اوسط درجے کا ہوتا ہے۔ اکثر سفید رنگ کا گنّا
تر و تازہ اور نرم رسیلا ہوتا ہے۔ سرخ و سیاہ رنگ کا ذرا سخت۔

۴۔ بانس اور نرسل کی مانند گنّے میں پوریاں ہوتی ہیں اور
ہر پوری پر گرہ۔ اس کے سرے پر لمبے نکیلے دو دھارے پتے ہوتے
ہیں یہ حصّہ اگولا کہلاتا ہے اور مویشی کے چارے میں کام آتا
ہے یہ بات تو غلط ہے کہ گنّے کا تخم نہیں ہوتا۔ بلاشک اس میں
پھول آتا اور بیج لگتا ہے۔ مگر وہ پھولنے پھلنے سے پہلے ہی کھود
لیا جاتا ہے۔

۵۔ گنّا اس قسم کے پودوں میں سے ہے جس کا تخم بھی بویا
جاتا ہے، اور شاخ بھی لگائی جاتی ہے۔ مگر اس کی کاشت کا مروّج
طریقہ دوسری قسم کا ہے۔ چنانچہ اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے
لٹا کر کھیت میں دبائے جاتے ہیں۔ ہر گرہ پر آنکھ ہوتی ہے۔
وہیں سے شاخ پھوٹ نکلتی ہے۔

۶۔ چیت بیساکھ میں اس کی کاشت ہوتی ہے اور جب
تک برسات شروع نہیں ہوتی۔ کسان بڑی محنت مشقت
سے اس کے کھیت کو کنویں یا نہر کے پانی سے سیراب کرتے ہیں
مینھ برستا ہے تو ایکھ میں جان پڑ جاتی ہے۔ خوب بڑھتی اور
تر و تازہ ہوتی ہے۔ گنّا جب تک بچہ اور کچا رہتا ہے پھیکا
اور کھارا ہوتا ہے۔ مگر کنوار کے مہینے میں پختگی پر آجاتا ہے

اس وقت کھائیں تو شیریں اور خوش ذائقہ معلوم ہوتا ہے۔
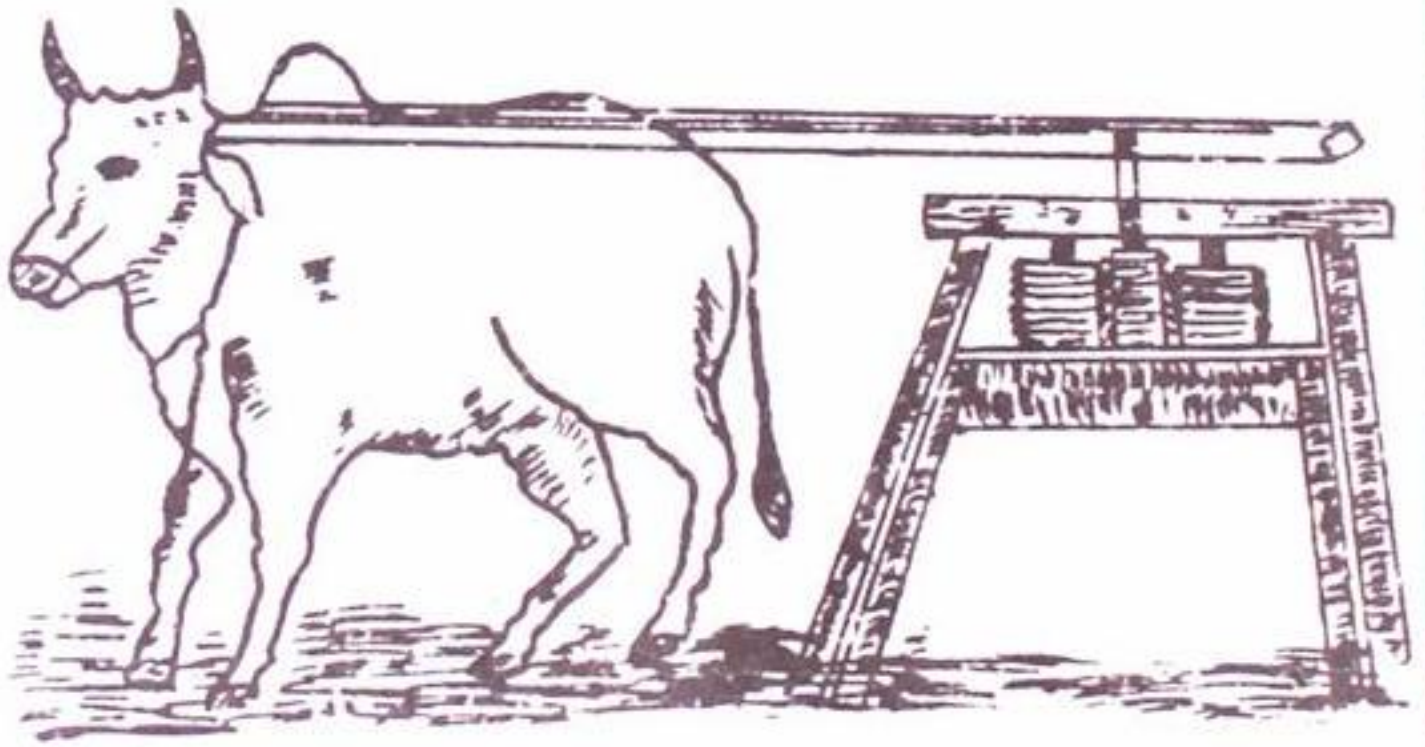
۷۔ کولھو یا بیلن میں دبا کر گنّے کا رس نکا لتے ہیں۔ پھر اس کو بڑے کڑھاؤ میں ڈال کر جوش دیتے ہیں۔ جب چاشنی تیار ہو جاتی ہے تو اس کو ٹھنڈا کر کے گڑ شکر یا راب بنا لیتے ہیں۔ راب کی چاشنی نرم رکھتے ہیں اور اس کو ہنڈوں اور مٹکوں میں بھر لیتے ہیں۔ گڑ کی چاشنی راب کی بہ نسبت سخت ہوتی ہے۔ اور شکر کی اس سے بھی زیادہ کڑی۔

۸۔ راب کی کھانچی ڈالتے ہیں۔ جہاں یہ کارخانہ ہوتا ہے وہ مکان کھنڈسال کہلاتا ہے۔ کھانچی میں راب کا شیرہ نچڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔ اور دانہ دار سفید کھانڈ (قند) باقی رہ جاتی ہے۔ پھر حلوائی اس کو پکا کر صاف کرتے اور بورا، بتاشا، مصری اولا بناتے ہیں۔ اسی سے قسم قسم کی مٹھائیاں نفیس اور خوش مزہ

تیار ہوتی ہیں۔

۹۔ جب گنّے کے رس کو گھڑے میں بھر کر رکھ چھوڑتے ہیں تو کچھ عرصے میں وہ سرکہ بن جاتا ہے۔ سرکہ سے انواع واقسام کی چٹنیاں اور اچار بنائے جاتے ہیں۔

یاد کر دہجے اور معنی

قند بِالخصوص موُرث مَائل اِختلاف
نباتات طرز شاداب مویشی مُروّج

(۳۲) مطالعہ اور آموختہ

۱۔ کتاب کا مطالعہ طالب علم کے واسطے نہایت ضروری کام ہے۔ کیونکہ اپنے سبق میں جس قدر غور و فکر تم خود کرتے ہو۔ اس سے تمہارے ذہن کی قوّت اور اصلی استعداد بڑھتی ہے۔

۲۔ اگر تم اپنی طبیعت پر زور نہ ڈالو گے اور محض استاد کی تعلیم پر تکیہ کرو گے تو تمہارا حال ان اپاہج بچّوں کا سا ہو جائے گا جو خود پاؤں چلنا نہیں سیکھتے، بلکہ دوسروں کی گود میں لدے پھرتے ہیں

۳۔ بے شک ابتدا میں طالب علم کو اس بات کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیئے کہ جو کچھ استاد بتاتا اور سمجھاتا ہے اس کو خوب غور سے سُنے اور حرف بحرف یاد رکھے۔ جو ذخیرہ استاد کی تعلیم سے تمہارے حافظے میں جمع ہو جاتا ہے۔ اس کو ساتھ ہی ساتھ کام میں

لانا شروع کرو۔

۴۔ جو علم تم کو روز بروز حاصل ہوتا ہے۔ اس کو کام میں لانے کا یہی طریقہ ہے کہ اپنے آئندہ سبق کا مطالعہ کیا کرو۔ یعنی اسے بغیر کسی کی مدد کے اپنے آپ پڑھو۔ اس طور سے تمہارا علم بہت جلد ترقی پائے گا۔ اگر آج دو ہے تو کل چار ہو جائے گا۔

۵۔ شاید شروع شروع میں یہ کام تم کو بہت دشوار اور ناگوار معلوم ہو۔ لیکن خبردار گھبرانا مت! ذرا صبر کے ساتھ اس طریقے پر عمل کرو گے تو سب مشکلیں آسان ہو جائیں گی اور خود بخود تمہاری طبیعت کو کامیابی کی راہیں سوجھنے لگیں گی۔

۶۔ مطالعہ کرنے والوں کی کیفیت ابتدا میں ان بچّوں کی سی ہوتی ہے جو گھٹنوں کے بل چلتے ہیں۔ پھر کھڑا ہونا سیکھتے ہیں۔ تو گر پڑتے ہیں۔ لیکن وہ اپنی مشق برابر جاری رکھتے ہیں۔ آخر ایسے شہ زور چیست و چالاک بن جاتے ہیں کہ اپنی دوڑ دھوپ کے آگے اونچے ٹیلوں اور گہری خندقوں کی بھی کچھ اصل نہیں سمجھتے۔

۷۔ مطالعہ کے یہ معنی نہیں کہ ایک دو بار آئندہ سبق سرسری طور پر دیکھ بھال لیا۔ جو سمجھ میں آیا سو آیا۔ باقی اس بھروسے پر چھوڑ دیا کہ استاد سے یا کسی ہوشیار ہم سبق سے دریافت کرلیں گے۔ ایسا مطالعہ بالکل ناکارہ ہے۔ اس سے کچھ ترقی تمہاری استعداد میں نہ ہوگی۔ اگر تمہارے منہ میں دانت ہیں تو تم دوسرں

کے چبائے ہوئے لقمے کے منتظر مت رہو۔ بلکہ خود چباؤ اور کھاؤ۔

۸۔ مفید طریقہ مطالعہ کا یہ ہے کہ ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرے پر دل لگاکر غور کرو۔ کیسی ہی خفیف بات ہو۔ اس کو بغیر سمجھے نہ چھوڑو۔ جب تم اس انداز سے مطالعہ کروگے تو بعض باتیں ایسی پاؤگے جو پہلے سے تمہارے ذہن میں موجود ہیں ان پر غور کرنے سے تمہاری یادداشت تازہ اور پختہ ہوجائے گی۔ بعض باتیں تمہاری نظر سے ایسی گذریں گی جو تمہاری جانی ہوئی باتوں سے ملتی جلتی ہیں۔ ان کو تم تھوڑے تأمل اور فکر سے سمجھ سکوگے۔ بعض باتیں ایسی بھی پیش آئیں گی جو بالکل نئی ہیں۔ مگر خوب غور کرنے سے وہ تمہارے قیاس میں آجائیں گی۔ اس وقت تم کو ایسی مسرّت حاصل ہوگی، گویا تم نے ایک نیا ملک فتح کیا۔ اس کامیابی کے بعد تم کو خود حوصلہ ہوگا کہ آؤ آگے بڑھ کر دوسرا جھنڈا فتحمندی کا بلند کریں۔ ایسے مطالعہ کے بعد تم سبق پڑھوگے تو جو کچھ اپنے استاد کی زبان سے سنوگے اس کا یاد رکھنا اور سمجھنا بھی تم کو آسان ہوجائے گا۔

۹۔ مطالعہ کے لئے ایک خاص وقت مقرر کرو۔ تنہا جگہ میں بیٹھو جہاں کوئی غل مچانے والا یا بات کرنے والا نہ ہو، نہ کوئی کھیل تماشے کی چیز سامنے ہو۔ جس کے سبب سے تمہارا دھیان نہ بٹے۔ چلّا چلّا کر پڑھنے، یا گنگنانے کی عادت نہ ڈالو۔ بلکہ ہمیشہ

چپ چاپ مطالعہ کیا کرو تاکہ غور و فکر میں خلل نہ پڑے۔ کتاب پر جھک کر مطالعہ کرنا جسم کے لئے مضر ہے۔ یا تو سیدھے بیٹھو اور اگر ہو سکے تو چہل قدمی کرتے ہوئے کتاب دیکھا کرو۔ اگر کتاب کے مطالعہ سے طبیعت اکتا جائے تو فوراً کام تبدیل کر دو اور کوئی دوسری کتاب یا دوسرا مضمون اختیار کرو۔ مثلاً زبان کی کتاب سے جی بھر جائے تو ریاضی کا مطالعہ کرو، اس سے بھی طبیعت سیر ہو جائے تو تاریخ و جغرافیہ دیکھو غرض یوں رد و بدل کر کے طبیعت کو کام میں مصروف رکھو۔

۱۰۔ جس طرح مطالعہ طالب علم کو ترقی کے زینے پر چڑھاتا اور اس کے ذہن کی قوت بڑھاتا ہے۔ اسی طرح آموختہ پر نظر کرنا بھی کامیابی کا بڑا گُر ہے جن باتوں کو تم نے آج اس قدر محنت اور مشقت سے سیکھا ہے۔ اگر بے پروائی سے ان کو بھلا دیا تو افسوس ہے کہ تمہاری تمام محنت اور وقت رائگاں گیا تیلی کے بیل کی مانند مت بنو جس نے تمام دن سفر کیا، اور پھر وہیں کا وہیں رہا۔ تم کو چاہیئے کہ جو کچھ اپنی محنت اور وقت کے عوض میں حاصل کرتے ہو۔ اس کی خوب حفاظت کرو۔ جو آج سبق پڑھ چکے ہو، اس کو پھر دیکھ لو۔ اسی طرح ایک ہفتے کی خواندگی دوسرے ہفتے میں اور ایک مہینے کی دوسرے مہینے میں دہراتے رہو جو طالب علم اپنے کام میں اس طرح دل سے توجہ اور کوشش کریگا تو امید ہے کہ علمی خزانے میں ایک کوڑی کا گھاٹا نہ آنے پائے گا۔ دن دونا رات چوگنا بڑھتا جائے گا۔ اور دن اس کو جگت سیٹھ

بنائے گا۔

یاد کر د ہجّے اور معنی

مطالعہ	غور	تکیہ کرنا	ذخیرہ	شہ زور
خفیف	قیاس	مسرّت	سیر	عوض

حکایت (۳۴)

۱۔ ایک فاختہ کے گھونسلے پر کسی کوّے نے زبردستی قبضہ کر لیا تھا اس بات پر دونوں میں خوب جنگ ہوئی۔ مگر ایک دوسرے کو مغلوب نہ کر سکا۔

۲۔ اب لڑتے لڑتے دونوں اس قدر عاجز آ گئے تھے کہ اُن کو ایک منصف تلاش کرنا پڑا جو انصاف کی راہ سے ان کا جھگڑا چکا دے اور آپس کا فساد مٹا دے۔

۳۔ اس نواح میں ایک بڑھیا بلّی تھی جس نے ظاہر میں شکار سے توبہ کر لی تھی۔ اور رات دن عبادت میں مشغول رہنے کے باعث تمام جانور جو اس کی ظاہری حالت سے واقف تھے اس کو نہایت نیک سیرت اور پارسا خیال کرنے لگے تھے۔

۴۔ فاختہ اور کوّے کو اس بات کی تمیز کچھ مشکل نہ تھی کہ وہ بلّی کو اپنی قوم کا دشمن سمجھ کر اس کے پاس جانے سے پرہیز کرتے کیونکہ اس کی ڈراؤنی صورت نکیلے پنجے اور تیز دانت صاف ظاہر کرتے

تھے کہ وہ پرندوں پر رحم کرنے کے لئے ہرگز نہیں بنائے گئے ہیں۔

۵۔ افسوس کہ غصّہ اور عداوت نے ان کو ایسا دیوانہ بنا دیا کہ وہ اپنی عقل اور تمیز کو کام میں نہ لا سکے۔ اور اس کی پرہیزگاری کی جھوٹی شہرت پر یقین کر کے فوراً اس کے روبرو حاضر ہو گئے اور اپنا مقدمہ اس خواہش سے پیش کیا کہ بلا ڈر رعایت کے طے کر دیا جائے۔

۶۔ مکّار بلّی دل میں تو بہت خوش ہوئی۔ لیکن ظاہر میں اُن کے آنے کو اس واسطے ناپسند کیا کہ اس کی عبادت میں خلل پڑا۔ ان دونوں نے بہت التجا کے ساتھ عرض کیا کہ اے بزرگ بلّی! دو دشمنوں کا انصاف چکانا اور ان میں صلح کرانا بھی خدا کی بندگی کرنے سے کچھ کم نہیں ہے۔ ہم کو اُمید ہے کہ آپ اس تکلیف کو خوشی سے برداشت فرمائیں گی۔

۷۔ بلّی نے نہایت نرمی اور اخلاق سے جواب دیا کہ اگر مجھ گنہگار کمبخت کی ذات سے خدا کی مخلوق کو کچھ فائدہ پہنچ سکے تو میں اپنی خوش نصیبی سمجھوں گی۔ مگر اے صاحبو! میں ضعیفی کی وجہ سے ذرا کم سننے لگی ہوں۔ جب تک اپنا معاملہ میرے کان کے قریب چلا چلا کر نہ بیان کرو گے۔ میں تمہارے حق میں کوئی مناسب فیصلہ نہ کر سکوں گی۔

۸۔ اب بھی موقع تھا کہ وہ دونوں بے وقوف دادخواہ بلّی کے اس داؤگھات کو سمجھ جاتے کہ وہ اپنی کمزوری کے نقصان کو جس کے سبب سے ان پر حملہ نہیں کر سکتی، اس طرح پورا کرنا چاہتی ہے کہ بات سننے

کے حیلے سے اپنے پاس بلائے اور ان کو آسانی سے شکار کرلے۔

۹۔ان کی سمجھ بوجھ پر اس وقت ایسا پردہ غصّے نے ڈال دیا تھا کہ انھوں نے کچھ بھی انجام کی فکر نہ کی اور جو بازو قدرت نے ان کو اس غرض سے عنایت فرمائے تھے کہ ہوا میں اُڑ کر اپنے دشمنوں سے محفوظ رہیں وہ انھیں بازوؤں کے وسیلے سے اپنے جانی دشمن کے بغل میں جا بیٹھے۔

۱۰۔نہایت حلم اور بردباری کے ساتھ بلّی نے اپنا سر جھکا لیا اور خوب غور و توجہ کے ساتھ دونوں کی تقریر سُنی، اس کے بھولے چہرے اور ادھ کھلی آنکھوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان کے معاملے میں غور کر رہی ہے۔اب عنقریب اخیر حکم سنانے والی ہے۔

۱۱۔اب تم خود قیاس کرسکتے ہو کہ ایک بلّی کی عدالت سے دو پرندوں کے حق میں کیا حکم صادر ہو سکتا ہے؟ بے شک وہ اُن دونوں غافل دشمنوں کی موت تھی جو یکایک بلّی کے ایک ہی جھپٹے میں آن پہنچی اور ان کو فرصت بھی نہ دی کہ اپنی غلطی سے واقف ہو سکیں۔

یاد کرو ہجے اور معنی

مَغلوب	مُنصِف	فساد	نواح
عِبادت	سِیرت	پارسا	عداوت
رعایت	اخلاق	دادخواہ	حیلہ
عِلم	عنقریب	فرصت	

(۳۴) معافی اور انتقام

۱۔ خطا سے پاک جرم سے بری عام آدمیوں میں تو کوئی نظر نہیں آتا۔ نہایت غنیمت ہیں وہ لوگ جن میں خوبیاں زیادہ اور برائیاں کم ہیں، اور بہت ہی نیک ہیں وہ لوگ جو اوروں کی تاک میں نہیں رہتے، بلکہ اپنے ہی کاموں کو جانچتے ہیں۔ ان میں جو خطا قصور پاتے ہیں عین وقت پر ان کا علاج کرتے ہیں۔

۲۔ اگر ہم اپنے تمام فعلوں کو انصاف کی نظر سے دیکھیں تو معلوم ہو کہ ہم سے بہت سی خطائیں روزمرہ سرزد ہوتی ہیں۔ ہمارے اکثر کاموں سے دوسروں کو تکلیف پہونچتی ہے۔ لیکن ہم اپنی کرتوت کی جانچ میں غفلت کرتے ہیں۔ اسی سبب سے نہ اپنی خطاؤں کو پہچانتے ہیں نہ ان کو برا جانتے ہیں۔

۳۔ جب کہ ہم اپنے آپ کو بے قصور بے خطا، بے جرم، بے گناہ نہیں پاتے تو نہایت ناانصافی کی بات ہے کہ اوروں کی خطا کو سخت نگاہ سے دیکھیں۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے کو تو معذور سمجھیں اور دوسروں کی ذرا سی بھول چوک کو بھی معاف نہ کریں۔ افسوس ہے کہ اپنے قصوروں کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں۔ اسی واسطے دوسروں سے خفیف قصور کا بھی بدلہ چاہتے ہیں۔

۴۔ نیک آدمی سب کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں لوگوں

کی پوشیدہ خطاؤں کی ٹوہ میں نہیں رہتے۔ ادنیٰ قصوروں پر گرفت نہیں کرتے۔ اپنے آپ کو ایسا بنا لیتے ہیں گویا انھوں نے کوئی قصور دیکھا ہی نہیں۔ اسی کو چشم پوشی کہتے ہیں۔ جو چشم پوشی کرتا ہے۔ اس کا رُعب اوروں پر قائم رہتا ہے۔ جو شخص ذرا ذرا سی باتوں پر بگڑتا اور خفا ہوتا ہے وہ اپنا وقار اور بھرم کھوتا ہے۔

۵۔ البتہ جو قصور تمہارے مقابلہ میں علانیہ اور قصداً کیا گیا ہو اس پر ضرور بازپرس کرو۔ اگر قصوروار اپنے قصور کا اقرار کر لے اور اپنے کام سے نادم ہو کر اپنی خطا کی معافی چاہے تو فیاضی اور جوانمردی یہ ہے فوراً معاف کر دو۔ معافی سے تم کو ایسی خوشی حاصل ہو گی جو انتقام لینے سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ (مؤلف)

نادموں کی خطا معاف کرو | ہے معافی میں لذت اور سرور
اپنے دل میں ذرا کرو انصاف | کون ہے ہ جو ہے بے خطا و قصور

۶۔ بدلے کے قابل صرف وہ خطائیں ہوتی ہیں جن کا کرنے والا اطلاع پانے کے بعد بھی پشیمان نہ ہو۔ اور اپنی خطا کو خطا نہ جانے بلکہ اس پر اصرار کرے۔ اس صورت میں انتقام لینا واجب ہے نہیں تو وہ قصور عادت بن جائے گا۔ خود قصور کرنے والے کو بلا میں پھنسائے گا اور دوسروں کو اذیت پہونچائے گا۔ (مؤلف)

جو انتقام نہ لینے سے ہو خطا افزوں | تو یہ تمہاری خطا ہے جو انتقام نہ لو
وہ کام جس سے کہ اوروں کو فائدہ پہنچے | تم اسکے کرنے سے زنہار ہاتھ تھام نہ لو

جو انتقام سے منظور ہو خوشی اپنی | تو ایسے کام کا تم بھول کر بھی نام نہ لو

۷۔ نیک اور شریف آدمی اوّل تو کسی کے آزار کے روادار نہیں ہوتے اور اگر نادانستہ کسی کے حق میں کوئی ادنیٰ خطا بھی ان سے ہوجاتی ہے تو ان کو بہت افسوس اور بڑی ندامت ہوتی ہے اور وہ بے تامل اپنی خطا کا اقرار کرتے اور بہت منّت سے اس کی معافی چاہتے ہیں، کیونکہ خطا پر اصرار کرنا اور اس کو برا نہ جاننا یہ دوسری خطا ہے خطا کرنے سے آدمی کے دل میں اس قدر برائی پیدا نہیں ہوتی جتنی کہ اپنی خطا کو خفیف سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے ؎

ہے بیمار تو لیک بچنے کے قابل | جو اپنی خطا کو خطا جانتا ہے
مگر ایسے نادان کا کیا ٹھکانا | کہ جو دردہی کو دوا جانتا ہے
بُرا مانتا ہے جو سمجھائے کوئی | بُرائی کو اپنی بھلا جانتا ہے
وہ انجام کو روئے گا سر پکڑ کر | نہیں اس میں دھوکا خدا جانتا ہے

یاد کر دیجیے اور معنی

معذور فراموش گرفت رعب علانیہ
سرور اصرار اذیّت زنہار اقرار

(۳۵) معاش

۱۔ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے کمانا اور معاش پیدا کرنا بھی انسان کی نیکیوں میں سے ایک بڑی نیکی ہے اور باوجود

طاقت وقدرت کے دوسروں کا محتاج بننا ایک گناہ ہے۔ اس لئے ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ معاش پیدا کرنے کے لئے پیشہ اختیار کرے۔

۲۔ وہ پیشے جن سے معاش حاصل ہوتی ہے۔ بعض ضروری ہیں جیسے زراعت، تجارت، کان کھودنا، آہنگری، نجاری وغیرہ کیونکہ ان پیشوں کے ذریعے انسانوں میں تہذیب پھیلتی اور ان کی زندگی راحت وآرام سے بسر ہوتی ہے۔

۳۔ بعض پیشے غیر ضروری ہیں، جیسے زرگری، بازی گری، نقالی مسخراپن وغیرہ کیونکہ یہ پیشے صرف عیش و نشاط کے لئے ہیں۔ زندگی کی ضرورت ان پیشوں پر منحصر نہیں۔ بعض پیشے بالکل مصلحت کے خلاف ہیں کیونکہ ان کا کرنے والا نہ خود معاش پیدا کرتا، نہ اوروں کو مدد دیتا ہے۔ جیسے قمار بازی، جھوٹی گواہی، چوری قزاقی وغیرہ۔

۴۔ اعلیٰ پیشے وہ سمجھے جاتے ہیں جو دانائی اور شجاعت سے تعلق رکھتے ہیں جیسے انتظام عدالت، تعلیم، طب، حساب کتاب۔ مساحت سپاہ گری وغیرہ ادنیٰ پیشے وہ ہیں، جو صرف جسمانی طاقت پر موقوف ہیں۔ جیسے بوجھ ڈھونا۔ لکڑیاں چیرنا۔ مٹی کھودنا وغیرہ۔ مکروہ پیشے وہ ہیں جن کے کرنے سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ جیسے خاکروبی وغیرہ۔

۵۔ جو لوگ اعلیٰ درجے کی لیاقت حاصل کرتے ہیں وہی اعلیٰ پیشے اختیار کر سکتے ہیں۔ جو کم لیاقت ہوتے ہیں۔ ان کو مجبوراً کوئی ادنیٰ پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ جو شریف آدمی ہیں وہ جائز پیشے

کو اختیار کرتے ہیں خواہ ادنیٰ ہو خواہ اعلیٰ وہی نیک معاش کہلاتے ہیں جو لوگ پاجی کمینے ہیں وہ ناجائز پیشے کرتے ہیں جیسے چوری، جوا وغیرہ وہی بدمعاش کہلاتے ہیں۔

۶۔ انسان کو لازم ہے کہ جائز پیشے اختیار کرے اور جو پیشہ اختیار کرے، اس میں کامل ہونے اور استاد بننے کی کوشش کرے۔ کیونکہ ناقص اور بے ہنر آدمی کی محنت بہت ضائع ہوتی ہے۔ وہ بہت سا وقت کھو کر تھوڑا کماتا ہے۔ کامل اور ہنرمند آدمی تھوڑے وقت میں زیادہ اجرت پاتا ہے۔

کوئی پیشہ ہو زراعت یا تجارت یا کہ علم
چاہیے انسان کو پیدا کرے اس میں کمال
کاملوں کی عمر بڑھ جاتی ہے خود کر لو حساب
باہنر کا ایک دن اور بے ہنر کا ایک سال

۷۔ ہر ایک پیشے میں سچائی۔ راستبازی اور ایمانداری سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ دغا، فریب، چالاکی، طراری کا انجام ہمیشہ نقصان ہے۔ کیونکہ دنیا میں اکثر کام ایک دوسرے کے اعتبار پر چلتے ہیں۔ اور جو ایک بار دغا کرتا ہے، اس کا اعتبار نہیں رہتا اور جس کا اعتبار نہیں، وہ کھوٹا پیسہ ہے۔ جو بغیر بٹے کے ہرگز نہ چلے گا یا کاٹھ کی ہنڈیا یا کاغذ کی ناؤ ہے۔ جو ایک بار کے سوا کام نہ دے گی۔ جو شخص اپنے نفع کے واسطے دوسرے کو خسارہ دیتا ہے۔ وہ حقیقت

میں خود خسارہ پاتا ہے۔

۸۔ کاریگروں کو چاہئے کہ لوگوں کو دھوکے میں ڈالنے کی نیت سے کھوٹی چیزیں نہ بنائیں۔ تاجروں کا فرض ہے کہ اپنے مال کی جھوٹی تعریف نہ کریں۔ جو عیب و نقص ان کو معلوم ہو، خریدار کو جتادیں، کم تولنا کم ناپنا، فریب دینے کی غرض سے چیزوں میں آمیزش کرنا سخت گناہ ہے۔ خریدار کو لازم ہے کہ سودے کی دیکھ بھال ہوشیاری سے کرلے نرخ کے چکانے میں اس کو حجّت کرنے کا اختیار ہے۔ مگر جو ٹھہر گیا ہو۔ اس سے زیادہ چاہنا یا داموں میں کمی کرنا یا کھوٹے دام دینا یا بیچنے والے کو دھمکانا نہایت کمینہ پن ہے ؎

راستی سیدھی سڑک ہے جس میں کچھ کھٹکا نہیں
کوئی رہرو آج تک اس راہ میں بھٹکا نہیں

یاد کرد یجئے اور معنی

اَہل وعَیال	مَعاش	نَجّار	آہنگر	تَہذیب

اَہل وعَیال　مَعاش　نَجّار　آہنگر　تَہذِیب
زَرگر　نِشاط　مَصلحت　قِمار　قزّاق
خاکروب　طَرّار　خَسارہ　آمیزش　رَہرَو

(۳۶) نمک

۱۔ کھانے میں نمک نہ ہو تو کیسا پھیکا اور بے مزہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر نمک کے استعمال سے صرف یہی منفعت نہیں کہ وہ ہماری

خوراک کو مزیدار بنا دیتا ہے۔ بلکہ بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ غذا کو ہضم کرتا ہے۔ اس کے کھانے سے خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ اگر آدمی نمک نہ کھائے تو بعض بیماریوں میں مبتلا ہو جائے۔

۲۔ نمک ایک مرکب شے ہے۔ وہ قدرتی طور پر دو عناصر سے مل کر بنا ہے۔ اگر وہ دونوں عنصر خالص حالت میں استعمال کئے جائیں تو بجائے نفع کے نقصان پہنچائیں یہ خدا کی حکمت ہے کہ ان دونوں کو ترتیب دے کر ایسی ضروری اور مفید چیز بنا دی۔

۳۔ نمک کی بہت قسمیں ہیں۔ جو نمک ہمارے کھانے میں آتے ہیں، وہ نمک طعام کہلاتے ہیں۔ وہ بھی کئی طرح کے ہیں۔ بعض سفید شفاف بعض گلابی، بعضے خاکی یا نیلگوں۔ نمک کی صفت یہ ہے کہ وہ آسانی سے توڑا اور پیسا جا سکتا ہے۔ پانی میں بہت جلد گھل مل جاتا اور مرطوب ہوا میں سیل جاتا ہے۔

۴۔ تم نمک تو روزمرہ کھاتے ہو۔ غالباً یہ نہ معلوم ہو گا کہ وہ کس جگہ بنتا اور کہاں سے آتا ہے؟ اس کی پیداوار ہر ملک میں جدا جدا طور پر ہے۔ کہیں پہاڑ سے نکلتا ہے، کہیں سمندر سے کہیں جھیل سے۔ ایک قسم کا لاہوری نمک کہلاتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ پنجاب کی مغربی حدود میں کوہ نمکسار ہے وہاں سے وہ نمک نکلتا ہے۔ قدیم زمانے میں اس کی منڈی لاہور تھی اس لئے لاہور کے نام سے معروف ہو گیا

۵۔ بنگال، مدراس اور بمبئی میں سمندر کے پانی کو پکا کر نمک

نکالتے ہیں۔ ہمارے ملک میں جو نمک زیادہ تر کھایا جاتا ہے وہ راجپوتانے کی سانبھر جھیل سے آتا ہے۔ اور اسی لئے سانبھر کہلاتا ہے یہ جھیل جے پور، جودھپور کی سرحد میں واقع ہے، ۲۰ میل لمبی اور قریب ۵ میل کے چوڑی ہے۔ پانی اس کا نہایت شور ہے جھیل کے کنارے کیاریاں بنا کر پانی سے لبریز کر دیتے ہیں۔ کچھ عرصے میں پانی تو خاک کے اندر جذب ہو جاتا ہے، اور نمک کی تہ جم کر رہ جاتی ہے۔ جہاں اس کو کھود کر کنارے پر ڈالا اور پانی چھڑکا۔ صاف ستھرا لون نکل آتا ہے۔ ہر سال لاکھوں روپے کا نمک تاجروں کے ہاتھ فروخت ہوتا ہے۔ اور گرد و نواح اضلاع کو لدا چلا جاتا ہے۔ محصول اس کا سرکاری خزانے میں داخل ہوتا ہے اس زمانے میں تجارت کی آسانی کے لئے جھیل کے کنارے تک ریل بنا دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی چھوٹی چھوٹی جھیلیں اور کنویں ہندوستان میں ہیں۔ جن کے پانی سے نمک نکالا جاتا ہے۔

یاد کر دیجئے اور معنی: صالح مرکب عنصر عناصر ترکیب طعام شفاف مرطوب شور جذب

(۳۷) صبح کی آمد

خبر دن کے آنے کی میں لا رہی ہوں | اجالا زمانے میں پھیلا رہی ہوں
بہار اپنی مشرق سے دکھلا رہی ہوں | پکارے گلے صاف چلا رہی ہوں

اٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

میں سب کاروبار کے ساتھ آئی | میں رفتار و گفتار کے ساتھ آئی
میں باجوں کی جھنکار کے ساتھ آئی | میں چڑیوں کی چہکار کے ساتھ آئی

اُٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

اذاں پر اذاں مرغ دینے لگا ہے | خوشی سے ہر اک جانور بولتا ہے
درختوں کے اوپر عجب چہچہا ہے | سہانا ہے وقت اور ٹھنڈی ہوا ہے

اُٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

یہ چڑیاں جو پیڑوں پہ ہیں غل مچاتی | اِدھر سے اُدھر اڑ کے ہیں آتی جاتی
دُموں کو ہلاتی پَروں کو پھلاتی | مری آمد آمد کے ہیں گیت گاتی

اُٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

جو طوطے نے باغوں میں ٹیں ٹیں مچائی | تو بلبل بھی گلشن میں ہے چہچہائی
اور اونچی منڈیروں پہ شاما بھی گائی | میں سو سو طرح دے رہی ہوں دہائی

اُٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

ہر اک باغ کو میں نے مہکا دیا ہے | نسیم اور صبا کو بھی لہکا دیا ہے
چمن سرخ پھولوں سے دہکا دیا ہے | مگر نیند نے تم کو بہکا دیا ہے

اُٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

ہوئی مجھ سے رونق پہاڑ اور بَن میں | ہر اک ملک میں دیس میں ہر وطن میں
کھلاتی ہوئی پھول آئی چمن میں | بجھاتی چلی شمع کو انجمن میں

اُٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

جو اس وقت جنگل کی بوٹی جڑی ہے | سو وہ نو لکھا ہار پہنے کھڑی ہے

عجب یہ سماں ہے عجب یہ گھڑی ہے | کہ پچھلے کی ٹھنڈک سے شبنم پڑی ہے

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

ہرن چونک اٹھے چوکڑی بھر رہے ہیں | کلیلیں ہر اک کھیت میں کر رہے ہیں
ندی کے کنارے کھڑے چر رہے ہیں | غرض میرے جلوے پہ سب مر رہے ہیں

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

میں تاروں کی چھاؤں آن پہنچی یہانتک | زمیں سے ہے جلوہ مرا آسماں تک
مجھے پاؤ گے دیکھتے ہو جہاں تک | کرو گے بھلا کاہلی تم کہاں تک

اُٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

پجاری کو مندر کے میں نے جگایا | موذّن کو مسجد کے میں نے اُٹھایا
بھٹکتے مسافر کو رستہ بتایا | اندھیرا گھٹایا اجالا بڑھایا

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

لدے قافلوں کے بھی منزل سے ڈیرے | کسانوں کے ہل چل پڑے منہ اندھیرے
چلے جال کندھے پہ لے کر مچھیرے | دِلدّر ہوئے دور آنے سے میرے

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

بگل اور طنبور سنکھ اور نوبت | بجانے لگے اپنی اپنی سبھی گت
چلی توپ بھی دن سے حضرت سلامت | نہیں خوب غفلت نہیں خوب غفلت

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

لو ہشیار ہو جاؤ اور آنکھ کھولو | نہ لو کروٹیں اور نہ بستر ٹٹولو
خدا کو کرو یاد اور منہ سے بولو | بس اب خیر سے اٹھ کے منہ ہاتھ دھولو

اُٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

بڑی دھوم سے آئی میری سواری جہاں میں ہوا اب مرا حکم جاری
ستارے چھپے رات اندھیری سدھاری دکھائی دیئے باغ اور کھیت کیاری

اُٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

میں پورب سے پچھم پہ کرتی ہوں دھاوا زمین کے کرہ پر لگاتی ہوں کاوا
میں طے کرکے آئی ہوں چین اور جاوا نہیں کہتی کچھ تم سے اس کے علاوہ

اُٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

یاد کرو ہجے اور معنی

رَفتار	گُفتار	اذان	آمد	گلشن
نسیم	صَبا	انجمن	جَلوہ	مُؤذّن

(۳۸) سچ کی تاثیر

۱۔ ایک شریف خاندان کا نوعمر لڑکا علم و کمال حاصل کرنے کے شوق میں اپنے عزیز وطن کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہے۔ وہ اپنی ضعیف ماں سے عرض کرتا ہے "اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک قافلے کے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔ جو عنقریب ہمارے ملک کی دارالسلطنت کو جانے والا ہے، کیونکہ میں سُنتا ہوں کہ اس بڑے شہر میں ہر قسم کے کامل لوگ موجود ہیں۔ اور وہاں علم کا چرچا ہے۔

۲۔ اس یتیم لڑکے کی یہ درخواست اگرچہ ماں کے دل کو غمگین کرنے

والی تھی، لیکن اس دانا ماں کی محبّت کا ولولہ عقل کے قابو سے باہر نہ تھا۔ اس لئے وہ اپنے پیارے بچے کی جدائی کو علم کی دولت کے مقابلہ میں گوارا کر سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے ہونہار بچّے کے اس نیک خیال کو بہت پسند کیا۔ اور نہایت خوشی کے ساتھ اس کی درخواست کو منظور فرمایا۔

۳۔ بزرگ ماں نے ضروری سامان سفر تیار کیا، اور جب کہ قافلے کی روانگی کا وقت آیا تو چالیس روپے جن کا اس عہد میں رواج تھا، لڑکے کو حوالے کیئے۔ لیکن اس نقدی کے علاوہ ایک اور چیز بھی عطا کی جو کہ دنیا کے تمام جواہرات سے زیادہ بیش قیمت تھی۔ وہ نفیس چیز کان یا دریا سے نکلی ہوئی نہ تھی، بلکہ وہ نورانی دل کے سرچشمہ سے پیدا ہوئی تھی۔

۴۔ وہ بے بہا چیز صرف یہ نصیحت تھی کہ "میرے پیارے بچّے! ہمیشہ سچ بولیو! اپنے دل زبان اور ہاتھ کو سچّا رکھیو! کیسا ہی خوف و خطر پیش آئے سچ بات پر ثابت قدم رہیو! اب تو مجھ سے عہد کر کہ ہمیشہ اس نصیحت پر عمل کروں گا"۔ سعادت مند لڑکے نے مہربان ماں کی باتیں غور سے سنیں اور سچّے دل سے عہد کیا کہ "میں کسی حال میں اس کے خلاف نہ کروں گا"۔ یہ کہہ کر سلامِ رخصت کیا۔ اور قافلے کے ہمراہ بغداد کو روانہ ہوا۔

۵۔ شاید قافلے نے دو تین ہی منزلیں طے کی تھیں کہ اس نوعمر

مسافر کی آزمائش کا وقت آن پہونچا۔ ناگاہ ایک زبردست گروہ قزاقوں کا نمودار ہوا۔ اہل قافلہ ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ ہر ایک شخص خوف زدہ اور بے قرار تھا۔ سوائے اس لڑکے کے جس کو اپنی سچائی پر پورا اعتماد تھا۔ اس کو یقین تھا کہ سچ مجھ کو ہر آفت سے بچائے گا۔ اور سچائی کی تلوار کا وار کبھی خالی نہ جائے گا۔

۶۔ جب قزاق ہر مسافر کی پوشیدہ نقدی طلب کر رہے تھے، اور جو شخص کچھ حیلہ یا عذر کرتا وہ ان کے بے رحم ہاتھوں سے بری طرح ستایا جاتا تھا۔ ایک قزّاق نے لڑکے سے سوال کیا کہ جو کچھ تیرے پاس ہو بیان کر؟ لڑکے نے بے تامل اپنے روپے کی تعداد بتادی۔ اس دلیرانہ سچے جواب نے قزّاق کو دھوکے میں ڈال دیا اسی طرح چند قزّاقوں نے پوچھا۔ مگر اپنے رفیق کی طرح لڑکے کی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔

۷۔ آخرکار تمام قزّاق مالِ غنیمت اکٹھا کرنے کے لئے ایک مقام پر جمع ہوئے۔ اس وقت اپنے سردار سے لڑکے کا ماجرا بیان کیا۔ اس کو یہ بات ایسی عجیب معلوم ہوئی کہ فوراً اس لڑکے کو طلب کر کے خود دریافت کرنے لگا۔ جب اس نے معلوم کیا کہ وہ عجیب لڑکا اپنے عہد پر ایسا ثابت قدم ہے، اور اپنی مہربان ماں کے حکم کی ایسی تعظیم کرتا ہے تو اس کی حالت میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہوئی۔

۸۔ اس کو اپنے دل کے اندر سے ایک آواز آئی "او احمد الفی! کیا تجھ کو شرم نہیں آتی؟ کہ یہ بچّہ اپنی ماں کے عہد پر قائم ہے، اور تو اُس بڑے مالک کے عہد کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ ناحق اس کی خلقت کو ستاتا اور غارت کرتا ہے۔" اس آواز کے سنتے ہی قزاقوں کے سردار نے اپنے ظالمانہ پیشے سے فوراً توبہ کی اور اس کے تمام رفیقوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

۹۔ وہ تمام غارت گر جن کے سامنے لوٹ کے مال کا انبار لگا ہوا تھا۔ یکایک ایسے رحمدل پارسا بن گئے۔ انھوں نے ہر ایک شخص کا مال واپس کر دیا۔ جن کو اذیت پہنچائی تھی، ان سے معافی چاہی اور آئندہ تمام عمر نیکی کے ساتھ بسر کی۔ وہ سچّا لڑکا جس کے سچ کی ایسی تاثیر ظاہر ہوئی، آئندہ زندگی میں ایک بڑا بزرگ شخص ہوا ہے جس کا نام آج تک زندہ ہے اور وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے نام سے مشہور ہیں۔

یاد کرو ہجّے اور معنی

نوعمر	یَتیم	وَلوَلہ	حَوالہ
نوُرانی	عَہد	قافِلہ	اِعتِماد
	غَنیمت	تعظیم	

(۳۹) سچ اور جھوٹ

سچ کہو! سچ کہو ہمیشہ سچ — ہے بھلے مانسوں کا پیشہ سچ
سچ کہو گے تو تم رہو گے عزیز — سچ تو ہے کہ سچ ہے اچھی چیز
سچ کہو گے تو تم رہو گے شاد — فکر سے پاک رنج سے آزاد
سچ کہو گے تو رہو گے دلیر — جیسے ڈرتا نہیں دلاور شیر
سچ سے رہتی ہے تقویت دل کو — سہل کرتا ہے سخت مشکل کو
جس کو سچ بولنے کی عادت ہے — وہ بڑا نیک باسعادت ہے
سچ ہے سارے معاملوں کی جان — سچ سے رہتا ہے دل کو اطمینان
سچ میں راحت ہے اور آسانی — سچ سے ہوتی نہیں پشیمانی
سچ ہے دنیا میں نیکیوں کی جڑ — سچ نہ ہو تو جہان جائے اجڑ
سچ کہو گے تو دل رہے گا صاف — سچ سے ہو جائیں گے قصور معاف
سچ سے زنہار درگذر نہ کرو — دل میں کچھ خوف اور خطر نہ کرو
وہی دانا ہے جو کہ ہے سچا — اس میں بوڑھا ہو یا کوئی بچا
ہے برا جھوٹ بولنے والا — آپ کرتا ہے اپنا منہ کالا
فائدہ اس کو کچھ نہ دیگا جھوٹ — جائیگا ایک روز بھانڈا پھوٹ

جھوٹ کی بھول کر نہ ڈالو خو!
جھوٹ ذلت کی بات ہے "اخ تھو"

شاد سہل سعادت اطمینان پشیمانی

(۴۰) ماں کی مامتا

مامتا ماں کی جانتے ہیں سب
ماں ہے بچے کی پرورش کا سبب

بھوک بچے کو ہے ستاتی جب
ماں سے کرتا ہے رو کے دودھ طلب

دودھ دیتی ہے پیار کرتی ہے
جان اس پر نثار کرتی ہے

بچہ سینے سے جو رہا ہے چمٹ
نہیں لے سکتی بے دھڑک کروٹ

پاؤں کی بھی ذرا نہ ہو آہٹ
کبھی ننھے کی جائے نیند اچٹ

اوں اوں کرتی تھپکتی جاتی ہے
ہولے ہولے سرکتی جاتی ہے

جب گیا وہ نہا لیے پر سو
چھوٹے تکیے لگا دیئے دو دو

کیے سب کام تھے ضروری جو
پر نہیں بھولتی ہے بچے کو

لیتی رہتی ہے ماں خبر ہر دم
اپنے بچے پہ ہے نظر ہر دم

ماں کو آرام کی کہاں فرصت
سوئی بے ڈھب تو آ گئی شامت

کپڑے لتوں کی ہو گئی کیا گت
ہے بچھونا بھی تر بتر لت پت

صبح اٹھ کر کھنگالتی ہے تمام
جاڑے پالے کا وقت اور یہ کام

بچہ اتنے میں چونک اٹھا سو کے
ناک میں دم کیا ہے رو رو کے

ماں نے پھر لے لیا ہے خوش ہو کے
نیا کرتا بدل کے منہ دھو کے

باتیں کرتی ہے پیار سے جوں جوں
بولتا ہے جواب میں "آغوں"

رات کو لوریاں سناتی ہے
گود میں لے کے بیٹھ جاتی ہے

کس قدر زحمتیں اٹھاتی ہے
بچہ ہے اور ماں کی چھاتی ہے

کبھی کنڈی بجا کے بہلایا
ماں کداتی اچھالتی ہے اُسے
ہر طرح پر سنبھالتی ہے اسے
دیکھ کر اس کا چاند سا مکھڑا
جب لگایا ہے آنکھ میں کاجل
دونوں آنکھیں جو اس نے ڈالیں مل
چپ کیا جھنجھنا بجا کے اُسے
اس کا ہیّا جدا پکاتی ہے
باتیں کرنا اسے بتاتی ہے
ماں کو بچے سے جو محبّت ہے

کبھی کندھے لگا کے ٹہلایا
دیکھتی اور بھالتی ہے اُسے
اللہ آمین سے پالتی ہے اُسے
بھول جاتی ہے اپنا سب دکھڑا
پڑا بچے کی تیوریوں میں بل
بچہ بے چین ہے تو ماں بے کل
سوئی خود بچھا کے بستر سُلا کے اُسے
انگلیوں سے اُسے چٹاتی ہے
پاؤں چلنا اسے سکھاتی ہے
درحقیقت خدا کی رحمت ہے

یاد کرو ہجے اور معنی

نثار شامت زحمت اللہ آمین رحمت

(۴۱) تندرستی

جسم اور دماغ کے کاموں کا ٹھیک طور پر ہونا صحت اور تندرستی ہے۔ تندرستی ہی سے زندگی خوشگوار معلوم ہوتی ہے ؎

تنگدستی اگر نہ ہو سالک
تندرستی ہزار نعمت ہے

بہت سی آفتیں انسان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ جن سے تندرستی میں خلل پڑتا ہے لیکن ان میں سے اکثر ایسی ہیں۔ جن سے بچنا

انسان کے اختیار میں ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنی عقل و تمیز کو کام میں لائے قدرتی قاعدوں کو سمجھے اور ان پر عمل کرے۔ ہوا، پانی، غذا، لباس، موسم، زمین، مکان اور ورزش یہ ایسی ضروری چیزیں ہیں جن کے وسیلے سے تندرستی قائم رہتی ہے۔ جہاں ان میں خلل پڑا، تندرستی میں فتور آیا۔

یاد کر دیجیے اور معنی

صِحَّت ورزِش خُوشگوار تَنگدستی

(۴۲) ہَوا

ہَوا سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ دم بھر نہ ملے تو دم ہوا ہو جائے۔ اسی لئے قدرت نے اس کو ایسا بنا یا ہے کہ ہم کو بے تردّد ہر جگہ اور ہر وقت مِل سکتی ہے۔ یہ قدرتی قاعدہ ہے کہ آدمیوں اور جانوروں کے سانس لینے سے آگ یا چراغ کے جلنے سے گھاس پات یا مُردار کے سڑنے سے اور ہر قسم کی عفونت کے پھیلنے سے ہَوا خراب ہو جاتی ہے۔ کبھی یہ خرابی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ انسان کے حق میں زہر قاتِل ہوتی ہے۔ مگر قدرت نے اس خرابی کا علاج بھی رکھ دیا ہے۔ جب تازہ ہَوا کے جھونکے چلتے ہیں تو خراب ہَوا کو اڑا لے جاتے ہیں۔ اس طرح اس کا نقص دُور ہو جاتا ہے بس ہَوا کے چلنے اور بدلنے کے رستے کو ہر گز نہ روکنا چاہیئے۔

درختوں سے بھی ہوا صاف ہوتی ہے۔ جو ناقص ہوا آدمیوں کے لئے مضر ہے۔ وہ ان کے لئے مفید ہے۔ پتوں کے ذریعے سے درخت اس کو چوس کر تر و تازہ ہوتے ہیں۔ مگر درختوں کے قریب رات کو سونا اچھا نہیں۔ اس وقت وہ ہوا ان میں سے نکلتی ہے جو انسان کے لئے مضر ہے۔

یاد کرو ہجے اور معنی

دَم ہَوا ہونا　عُفُونَت　قَاتِل

(۴۳) پانی

ہَوا کے بعد پانی کی زیادہ احتیاج ہے۔ اُسی سے نباتات و حیوان کی حیات ہے۔ خالص پانی تمام روئے زمین پر ایک سا ہے۔ مگر زمین کی چیزیں جو گھل مل جاتی ہیں۔ وہ اس کے ذائقہ اور تاثیر کو بدل دیتی ہیں۔ کہیں کا پانی ہاضم اور شیریں ہوتا ہے۔ کسی جگہ کا ناگوار و شور۔

بڑے دریاؤں کا پانی چھوٹے ندی نالوں سے بہتر ہوتا ہے۔ مگر کپڑوں کے دھونے، جانوروں کے نہلانے، مُردوں کے بہانے اور غلاظت کے ڈالنے سے دریا کا پانی بھی خراب ہو جاتا ہے۔

کنواں جس قدر زیادہ گہرا ہو پانی اچھا ہوتا ہے۔ جو پانی قریب نکلتا ہے اس میں زمین کی گندگی زیادہ گھلی ہوتی ہے۔

آب نوشی کا کنواں ایسی زمین میں نہ کھودنا چاہیئے۔ جہاں مدّت تک نجاست ڈالی گئی ہو یا جس میں قبرستان ہو۔ کنویں کے پاک صاف رکھنے میں چند باتوں پر خاص توجہ لازم ہے۔

۱۔ من اتنی اونچی اور ڈھالو ہو کہ باہر کا پانی اندر نہ جا سکے۔

۲۔ کنویں کے پاس پانی کا گڑھا یا کیچڑ یا کسی قسم کی غلاظت ہرگز نہ ہو۔

۳۔ کنویں کے کنارے نہانا اور کپڑے دھونا نہ چاہیئے۔

۴۔ کنویں کے اندر درختوں کے پتے نہ جانے پائیں۔

۵۔ ڈول اور رسّی کی صفائی کا بھی لحاظ رہے۔ لوٹوں کو مٹّی مل کر کنویں میں ڈالنا بُرا دستور ہے۔

۶۔ کبھی کبھی کنویں کی تہ سے کیچڑ مٹی کو نکال ڈالنا مناسب ہے۔

یاد کرو ہجّے اور معنیٰ

احتیاج نباتات غلاظت احتیاط نجاست

(۴۴) غِذا

جو چیزیں ہم کھاتے ہیں ان کی خاصیتیں مختلف ہیں بعض تو بدن کی پرورش کرتی اور طاقت بڑھاتی ہیں۔ جیسے گیہوں، چنا، دودھ، بعض چیزیں صرف گرمی کو قائم رکھتی ہیں۔ جیسے روغن اور شکر۔ ہو سکے تو ہر قسم کی چیزیں کھاؤ۔ تاکہ ہر طرح کا فائدہ حاصل

ہو، میوے اور ہری ترکاریاں بھی اکثر کھانی چاہئیں۔ اگر مدّت تک
یہ چیزیں نہ ملیں تو خون فاسد ہو جاتا ہے۔ بعض چیزوں کی کثرت
بھی مضر ہے۔ مثلاً گھی شکر، چاول سے بدن میں چربی بڑھتی
ہے۔ چربی کی افزائش سے موٹاپا زیادہ اور طاقت کم ہو جاتی
ہے۔ جو غذائیں حرارت کو بڑھاتی ہیں جیسے گھی۔ گوشت اور
مغزیات ان کا بھی کھانا زیادہ سرد ملک اور سرد موسم میں مناسب
ہے۔ گرم ملک اور گرم موسم میں غلّہ۔ دودھ۔ ترکاری اور پھل
زیادہ موافق آتے ہیں۔

مصالحہ کی بھرمار بھی معدے کو بگاڑ دیتی ہے۔ صرف اتنا چاہیئے
جس سے کھانے کے ذائقے اور تاثیر کی اصلاح ہو جائے۔ کھانا اس
وقت کھاؤ جب کہ پہلا کھانا ہضم ہو چکا ہو۔ رات کا کھانا اتنی دیر
کرکے نہ کھاؤ کہ کھاتے ہی سو جاؤ۔ ایک بار بہت کھانے سے
کئی بار تھوڑا کھانا بہتر ہے۔ کم کھانے سے اتنی مضرت نہیں
ہو سکتی۔ جتنی زیادہ کھانے سے۔ کچّا کھانا۔ سڑا بُسا کھانا نہایت
مضر ہے۔ جن برتنوں میں کھانا پکتا ہے، ان کو خوب صاف
رکھنا لازم ہے۔ اگر تانبے کے ہوں تو ان پر قلعی ہونی چاہیئے
تانبے کا زنگار سخت زہر ہے۔

یاد کرو ہجّے اور معنی

فاسد افزائش مغزیات اصلاح

(۴۵) لباس

باہر کی گرمی۔ سردی کی شدّت سے بدن کو محفوظ رکھنا واجب ہے۔ تاکہ اس کی اندرونی حرارت اعتدال کے ساتھ قائم رہے۔ بدن کی جلد سے بھی یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے مگر اس سے کامل حفاظت نہیں ہو سکتی۔ جانوروں کو کھال کی امداد کے لئے اُون اور پَر عطا کئے گئے ہیں۔ انسان کو لباس تیار کرنے کی حکمت دی گئی ہے۔ پس لباس ایسا ہونا چاہیئے کہ سردی کے وقت اندرونی حرارت کو خارج ہونے سے اور گرمی کے وقت۔ بیرونی گرمی کو بدن میں سرایت کرنے سے روکے۔ سخت موسموں میں اون یا روئی کے دبیز کپڑے موزوں ہوتے ہیں۔ معتدل موسم میں ہلکے کپڑے۔

تمام جسم میں سر اور دھڑ زیادہ حفاظت کے قابل ہیں بچوں کو لباس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ سردی کھانے سے وہ بہت جلد بیمار ہو جاتے ہیں۔ بڑھاپے میں اصلی حرارت کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے جوانوں کی بہ نسبت بوڑھوں کو لباس کی زیادہ حاجت ہے۔

سونے کی حالت میں بدن کی اصلی گرمی زیادہ نکلتی ہے خصوصًا فصلِ بہار میں پچھلی رات کی خنکی اور شبنم بہت بُرا اثر

کرتی ہے۔ ایسے وقت میں بدن کو گرم رکھنے کے لئے سایہ کی جگہ یا اوڑھنے بچھونے کا معقول سامان ہونا چاہئے۔ تر لباس پہننا ہمیشہ مضر ہے۔ اس کو جھٹ پٹ سکھالو یا بدل ڈالو میلا کثیف اور بدبودار لباس بھی تندرستی میں خلل ڈالتا ہے۔ موٹے جھوٹے کم قیمت کپڑے کا مضائقہ نہیں۔ مگر صاف اور ستھرا ضرور ہو۔

کپڑے کو دھوپ دکھانے سے پسینہ وغیرہ کی بو رفع ہوجاتی ہے۔ گرد وغبار جھاڑنے جھٹکنے سے اور میل کچیل دھونے سے دور ہوتا ہے۔

لباس کی مقدار اور وضع حیا اور ادب کے برخلاف نہ ہونی چاہیئے۔ بدن کے وہ حصے ضرور پوشیدہ رہیں جن کا پوشیدہ رکھنا واجب ہے۔ خوش رنگ پھولدار اور زرین کپڑے زیب و زینت کے لئے ہوتے ہیں۔ مگر ایسا مہین کپڑا پہننا جس سے نہ بدن کی حفاظت ہو نہ پردہ۔ محض فضولی اور حماقت ہے۔

یاد کرو ہجے اور معنی

شدت اعتدال مضائقہ جلد سرایت
خصوصاً کثیف رفع زرّین فضولی

(۴۶) موسم

مناسب درجے کی گرمی تری صحت کے لئے مفید ہوتی ہے۔

زیادہ گرم و سرد یا زیادہ خشک و تر موسم بھی تندرستی میں فتور ڈالتا ہے۔

(۴۷) زمین

جس قطعہ زمین پر مکان بنایا جائے وہ خشک اور پاکیزہ ہونا چاہیئے۔ خشک وہی مقام رہتا ہے۔ جو بلند اور پانی ڈھال ہو۔ نشیب کی جگہ یا جھیل تالاب اور دلدل کے قریب تری نمی رہتی ہے، اور تری نمی سے ہوا خراب ہوتی ہے۔ جس زمین کے نیچے گندگی دبی ہوئی ہو وہاں رہنا یا مکان بنانا ہرگز نہ چاہیئے۔ زمین کے سوراخوں میں ہوا گھس جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اندر کی کثافت باہر آتی ہے۔ اور اس جگہ کی تمام ہوا کو بگاڑ دیتی ہے۔

(۴۸) مکان

مکان کے بنانے کی بڑی غرض تو یہ ہے کہ دھوپ بارش اور سردی کی اذیت سے پناہ ملے۔ مگر اس کے ساتھ روشنی اور حرارت کے اعتدال کا اور ہوا کی تبدیلی کا بھی لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اس مقصد کے واسطے دریچے روشندان مناسب طور سے رکھنے چاہئیں۔

تنگ و تاریک مکان میں جہاں روشنی اور ہوا کا گذر

بخوبی نہ ہو، انسان تندرست نہیں رہ سکتا۔ تنگ اور بند مکانوں میں آدمیوں کا ہجوم ہونا یا آگ کا جلنا نہایت خوفناک بات ہے۔ زچّہ اور بچّہ کو تازہ ہوا اور روشنی سے محروم رکھنا بُرا طریقہ ہے۔ اِسی وجہ سے اکثر بچّے ضائع ہوتے ہیں۔ آدمی جس مکان میں رہتے ہوں وہیں جانوروں کا باندھنا بہت بُرا ہے۔

مکان کے فرش اور صحن کو مٹّی اور کوڑے سے چھتوں اور دیواروں کو مکڑی کے جالوں سے ہمیشہ پاک صاف رکھنا چاہیئے۔

کبھی کبھی سوندھی مٹّی سَنی سے لیپنا، پوتنا چونے کی سفیدی پھیرنا ہَوا کی صفائی اور مکان کی خوشنمائی کے لئے ضروری بات ہے۔ مناسب موقعوں پر بیل بوٹوں کا لگانا اور پھلواری کا بونا بھی مفید ہے۔ مگر زیادہ سبزی اور جھاڑ جھنکاڑ کا ہونا بھی اچھا نہیں۔ برتنوں اور کپڑوں کا دھوون اور غسل کا پانی صحن میں مت بہاؤ نہ گھر کی زمین میں جذب ہونے دو اس کے بہہ جانے کے لئے نالی بنا دینی چاہیئے۔

پاخانے کی صفائی پر زیادہ توجہ لازم ہے۔ جب تک غلاظت اٹھائی جائے۔ مٹّی یا راکھ اس پر ڈال دینی چاہیئے۔ اس سے ہَوا میں بدبو نہ پھیلنے پائے گی۔ گھر کے آس پاس کوڑے

کا انبار یا مرجھائی ہوئی نباتات کا ڈھیر ہرگز نہ لگنے دو۔ اگر بستی
میں صفائی کا انتظام نہ ہو تو جہاں تک ہو سکے گھر سے بہت دور
فاصلے پر کوڑا ڈالو۔

یاد کرو ہجّے اور معنی

ہُجوم صَحَن غُسُل

(۴۹) غُسُل

ہمارے بدن کی جلد میں نہایت باریک سوراخ
ہیں جن کو مَسام کہتے ہیں۔ ان مسامات کی راہ سے ہر دم ناقص
اور فضول چیزیں نکلا کرتی ہیں۔ جلد کا بیرونی چھلکا بھی ہمیشہ مردار
ہوتا رہتا ہے۔ گرد و غبار بھی ہوا میں سے جلد پر بیٹھ جاتا ہے۔
اس طرح میل کی تہیں جمتی چلی جاتی ہیں، اور مسامات کو بند کر دیتی
ہیں ان کے رُکنے اور کھال کے میلے رہنے سے بعض بیماریاں پیدا
ہو جاتی ہیں۔ اس لئے تندرست آدمی کو ہر روز غسل کرنا مفید
ہے۔ غسل سے طبیعت کو فرحت اور ہاضمے کو تقویت ہوتی ہے۔ صبح
کے وقت نہانا بہتر ہے۔ مگر کھانا کھاتے ہی یا شدّت کی بھوک میں
نہانا مضر ہے۔

بچے بوڑھے اور ناتواں آدمی کے لئے نیم گرم، جوان اور قوی
کے واسطے سرد پانی سود مند ہے۔ مگر موسم کے لحاظ سے پانی کے

مزاج کو تبدیل کرنا مناسب ہے۔ پانی صاف ستھرا ہو۔ میلا یا مکدر نہ ہو۔ زیادہ دیر تک پانی میں رہنا اچھا نہیں۔ مگر جھوٹ موٹ تھوڑا سا پانی بہا لینا بھی کچھ مفید نہیں۔ بدن کو خوب دھونا اور صاف کرنا چاہیئے۔ اگر میسّر ہو تو صابون کا استعمال کرو۔ اس سے پسینے کا کھار اور میل خوب کٹ جاتا ہے۔ غسل کے بعد فوراً بدن اور بالوں کو صاف کپڑے سے پونچھ ڈالو۔ بدن کے تر رہنے اور ٹھنڈی ہوا کے لگنے سے نقصان ہوتا ہے۔

یاد کرو ہجّے اور معنی

مَسام   مَسامات   فَرحت   نَیم   مُکدّر

آدمی (۵۰)

نظیر اکبر آبادی

دنیا میں بادشاہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی | اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار و بینوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی | نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے جو مانگتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی | اور آدمی کو تیغ سے مارے ہے آدمی
پگڑی بھی آدمی کی اتارے ہے آدمی | چلا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سُن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک آدمی ہیں جن کے یہ کچھ زرق برق ہیں | روپے کے ان کے پاؤں ہیں سونے کے فرق ہیں
جھکتے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہیں | کمخواب تاش شال دوشالوں میں غرق ہیں

اور چیتھڑوں لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر ہیں آدمی ہی صاحب عزّت بھی اور حقیر
یاں آدمی مرید ہیں اور آدمی ہی پیر اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیرؔ

اور سب میں جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاد کر دیجئے اور معنیٰ

گدا بینوا تیغ زرق برق فرق

(۵۱) ملمّع کی انگوٹھی مؤلف

چاندی کی انگوٹھی پہ جو سونے کا چڑھا جھول
اوچھی تھی لگی بولنے اِترا کے بڑا بول!
چاندی کی انگوٹھی کے نہ مَیں ساتھ رہونگی
وہ اور ہے مَیں اور ذِلّت نہ سہوں گی
مَیں قوم کی اونچی ہوں بڑا میرا گھرانا
وہ ذات کی گھٹیا ہے نہیں اس کا ٹھکانہ
میری سی چمک اس میں نہ میری سی دمک ہے
چاندی ہے کہ ہے رانگ مجھے اس میں بھی شک ہے
میری سی کہاں چاشنی میرا سا کہاں رنگ
وہ مول میں اور تول میں میرے نہیں پاسنگ

اے دیکھنے والو! تم ہی انصاف سے کہنا چاندی کی انگوٹھی بھی ہے کچھ گہنوں میں گہنا

یہ سنتے ہی چاندی کی انگوٹھی بھی گئی جل
اللہ رے ملمّع کی انگوٹھی! ترے چھل بل
سونے کے ملمّع پہ نہ اترا مری پیاری
دو دن میں بھڑک اس کی اتر جائیگی ساری
مت بھول کبھی اصل کو اپنی اری احمق
جب تاؤ دیا جائیگا ہو جائے گا مُنھ فق
سچے کی تو عزت ہی بڑھیگی جو کریں جانچ
مشہور مثل ہے کہ نہیں سانچ کو کچھ آنچ
کچھ دیر حقیقت کو چھپایا بھی تو پھر کیا
جھوٹوں نے جو سچّوں کو چڑایا بھی تو پھر کیا
کھوٹے کو کھرا بن کے نکھرنا نہیں اچھّا چھوٹے کو بڑا بن کے اُبھرنا نہیں اچھّا

یاد کرو ہجّے اور معنی

بڑا بول بولنا مُنھ فق ہونا

(۴۵) ریل گاڑی مؤلّف

حیواں ہے وہ نہ انساں جن ہے نہ وہ پری ہے
سینے میں اس کے ہر دم اک آگ سی بھری ہے
کھا پی کے آگ پانی چنگھاڑ مارتی ہے!
سر سے دھواں اڑا کر غصّہ اتارتی ہے

وہ گھورتی گرجتی بھرتی ہے اک سپاٹا
ہفتوں کی منزلوں کو گھنٹوں میں اس نے کاٹا
آتی ہے شور کرتی، جاتی ہے غل مچاتی
وہ اپنے خادموں کو ہے دور سے جگاتی
بے خوف و بے محابا ہر دم رواں دواں ہے
ہاتھی بھی اس کے آگے اک مورِ ناتواں ہے
آندھی ہو یا اندھیرا ہے اس کو سب برابر
یکساں ہے نور و ظلمت اور روز و شب برابر
اتر سے لے دکھن تک پورب سے لے پچھاں تک
سب ایک کر دیا ہے پہنچی ہے وہ جہاں تک
بجلی ہے یا بگولا؛ بھونچال ہے کہ آندھی
ٹھیکے پہ ہے پہونچتی۔ بچنوں کی ہے وہ باندھی
ہر آن ہے سفر میں کم ہے قیام کرتی
رہتی نہیں معطّل۔ پھرتی ہے کام کرتی
پردیسیوں کو جھٹ پٹ پہنچا گئی وطن میں
ڈالی ہے جان اس نے سوداگری کے تن میں
ہر چیز سے نرالی ہے چال ڈھال اُس کی
پاؤ گے صنعتوں میں کمتر مثال اُس کی
برکت سے اِس کی بے پَر پَردار بن گئے ہیں

ملک اس کے دم قدم سے گلزار بن گئے ہیں
ہم کہہ چکے مفصل، جو کچھ ہے کام اس کا
"جب جانیں تم بتادو بن سوچے نام اسکا"
جی ہاں! سمجھ گیا میں پہلے ہی میں نے تاڑی
وہ دیکھو! آگرے سے آتی ہے ریل گاڑی

یاد کرو ہجے اور معنی

جِن ‌ بے مُحَابا ‌ مور ‌ ظُلمت ‌ مُعطّل
گلزار ‌ مُفصّل ‌ رَواں دَواں

(۵۳) زراعت

(۱) کھیتی کے کام

۱۔ آپ نے یہ تو فرمایا تھا کہ کھیتی کے کاموں کو زراعت کہتے ہیں۔ اب مہربانی فرماکر یہ بتا دیجئے کہ زراعت کے لئے کیا کیا چیزیں ضروری ہیں؟ سُنو!

۲۔ **زمین**[لے]: اوّل تو بڑی چیز زمین ہے۔ جو زمین نہ ہو تو کھیت کہاں بنائیں؟ اگر کھیت نہ ہوں تو غلہ جس کے کھانے پر ہماری

نوٹ:۔ لے فنِ زراعت میں زمین سے مُراد مٹی ہے۔ ایسے کھیت طلبہ کو دکھانے چاہیئں جن کی مٹیاں، مٹیار، دومٹ اور بھوڑ ہوں۔

زندگی کا مدار ہے۔ کیونکر پیدا ہو؟

۳۔ ہل[1]، یہ بھی ضروری اوزار ہے۔ جس کے ذریعہ سے کھیت جوت کر مٹی کو ملائم کرتے ہیں۔ جمی جمائی سخت مٹی میں بیج نہیں بویا جا سکتا۔ اگر ہل نہ ہو تو تم ہی بتاؤ، کھیت کیونکر جوتیں۔

۴۔ سراون[2]، اس اوزار سے جوتے ہوئے کھیت کے ڈھیلے ٹوٹ پھوٹ کر مٹی باریک ہوتی۔ اونچی نیچی مٹی برابر ہو کر دب جاتی اور کھیت چورس بن جاتا ہے۔

۵۔ بیل[3]، یہ تو بہت ہی بڑا مددگار ہے۔ جو بیل نہ ہوں تو ہل اور سراون کون چلائے؟ بیج بونے کے لئے کھیت کیونکر تیار ہو؟

۶۔ بیج[4]، اصل چیز یہ ہے۔ جس سے نیا پودا پیدا ہوتا ہے جو بیج ہی نہ ہوں تو بوئیں کیا خاک؟ پھر تو سب چیزیں بیکار ہیں۔

۷۔ جوتائی، بوائی، سینچائی، نرائی، کٹائی، مڑائی (دگاہنا) اور اوسائی یہ سب زراعت کے کام ہیں جو زمین سے پیداوار حاصل کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔

---

[1] جو ہل کسی مقام پر مستعمل ہو طلبہ کو دکھا کر اس کا نام بتانا چاہئے [2] سراون کو کہیں ہنگا کہیں پٹیلا بھی کہتے ہیں، مگر طلبہ کو سراون ہی یاد کرانا چاہیئے [3] بیل بھی دکھانے چاہئیں۔ اچھی ذات اور اچھے کھیت کے اور ان کی ذات اور کھیت بتانا چاہئے۔
[4] پکا اور گدر بیج اچھا ہوتا ہے۔ گھنا۔ سڑا بونے کے لائق نہیں ہوتا۔ مٹر اور چنے اور گیہوں کے بیج ایک رات اور ایک دن بھگو کر رکھے جائیں جب وہ جمنے لگیں تو ان کا جمنا اور اکھوے کا نکلنا طلبہ کو دکھایا جائے۔

(۲) ہَل اور جُوتائی

۱۔ لو دیکھو! یہ ہَل ہے۔ جس
سے کھیت کی جوتائی کرتے ہیں۔
۲۔ سارا ہَل لکڑی کا بنا ہوا
ہے۔ صرف یہ پھار لوہے کی ہے جس کی
نوک زمین میں دھنستی ہے۔ یہ تو بتایئے۔ ہل کیونکر چلاتے ہیں؟
آؤ! تم کو ہَل چلا کر دکھائیں۔ دو بیلوں کے کاندھے پر ماچی رکھی،
پھر ماچی سے ہل کی یہ لمبی لکڑی ہریس باندھی۔ ہل کی مٹھیا ہاتھ میں
پکڑ کر بیلوں کو سیدھا ہانک دیا۔ دیکھو! بیلوں کے چلنے سے ہل کی
پھار زمین کے اندر اندر آگے بڑھتی ہے۔ زمین پھاڑتی مٹی کو
توڑتی۔ ایک نالی بناتی چلی جاتی ہے اس نالی کو کونڑ کہتے ہیں۔
بس اسی طرح سارے کھیت میں ہل چلانے سے جمی ہوئی مٹی اکھڑ
کر ٹوٹ جاتی ہے۔
۳۔ یہ بھی یاد رکھو کہ ایک دفعہ سارا کھیت کھڑا (لمبائی میں) دوسری

نوٹ:۔ جو ہل مدرسے کے گرد و نواح میں چلتا ہو۔ وہ طلبار کو دکھایا جائے۔ اس کے پرزوں کے نام اور کام بتائے جائیں۔ پھر بیلوں کی جوت سے ہل کا باندھنا کھیت میں چلانا اس کے کونڑ کا بننا بھی ضرور دکھانا چاہئے۔
جوتائی کی عمدگی یہ ہے کہ وہ کونڑوں کے بیچ میں بے جوتی زمین (منتر) نہ چھوٹنے پائے۔ کونڑ سیدھی اور اس کی گہرائی یکساں ہو۔

مرتبہ سارا کھیت آڑا اور چوڑائی میں) جوتتے ہیں۔ کئی بار کی آڑی اور کھڑی جوتائی سے کل کھیت کی مٹی چھ سے لیکر آٹھ انگل تک اکھڑتی اور ٹوٹتی ہے۔ ہر جوتائی کے بعد سراون چلاتے ہیں اس سے کھیت کی اونچی نیچی مٹی برابر ہو کر دب جاتی ہے۔

(۳) سراون اور میائی

۱۔ سراون کیا ہے؟ یہ ہی لکڑی کی موٹی ڈھنی ہے جس سے کھیت میاتے ہیں۔
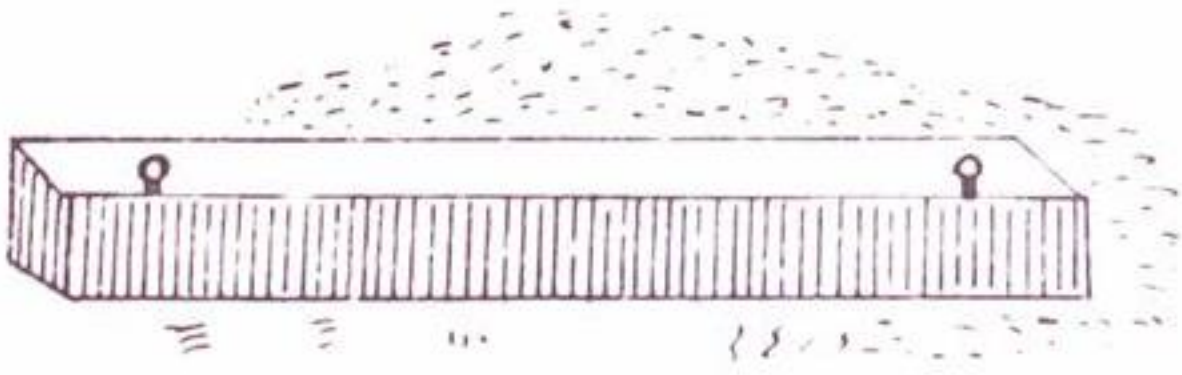
۲۔ سراون کیونکر چلاتے ہیں؟ اس کے دونوں سروں کے پاس دو کھونٹیاں ہیں۔ ایک کھونٹی میں ایک ایک یا دو دو بیل رسی

نوٹ:۔ بعض اضلاع میں سراون کے بدلے کاٹ کا بیلن میائی کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے بیلن اور سراون کا کام تو ایک ہی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ بیلن سخت چکنوٹ میٹوں کے لئے اور سراون نرم دومٹ قسم کی میٹوں کے واسطے مفید ہے۔ اس کام کو سراون دینا۔ میانا۔ ہنکانا پھٹہ یا میڑا دینا بھی کہتے ہیں۔

سے باندھ دیتے ہیں۔ اور ہانکنے والے سراون پر کھڑے ہو کر بیلوں کو ہانکتے ہیں۔

۳۔ ہانکنے والے سراون کے اوپر کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے کھڑے ہونے سے یہ فائدہ ہے کہ سراون کے اوپر بوجھ زیادہ پڑتا ہے جس سے مٹی خوب ٹوٹتی اور دبتی ہے۔

۴۔ میائی کسے کہتے ہیں؟ سراون میں بیل باندھ کر جوتے ہوئے کھیت میں اس کو چلانا تاکہ کھیت کی مٹی ملائم اور باریک ہو جائے اس کام کو میائی کہتے ہیں۔

۵۔ یہ بتائیے کہ میائی سے کیا فائدہ ہے؟ میائی سے کھیت کے ڈھیلے ٹوٹتے اور مٹی باریک ہوتی ہے اونچی جگہ کی مٹی کھسک کر نیچی جگہ آجاتی ہے، اور کھیت چورس بن جاتا ہے۔ اور مٹی دب جاتی ہے۔

۶۔ مٹی کو پہلے اکھیڑنا پھر دبانا، اس سے کیا حاصل۔؟ مٹی کے اکھیڑنے سے تو یہ مطلب ہے کہ وہ ریزہ ریزہ اور باریک ہو جائے پھر دبا دینے سے یہ فائدہ ہے کہ کھیت کی رطوبت یا تری جلدی نہیں سوکھنے پاتی۔

۷۔ کھیت کو بار بار جوتنے اور میانے سے کھیت کی مٹی اس پر آتی ہے اور کھیت بیج بونے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے۔

(۴) بیل

۱۔ بتاؤ! یہ کیا جانور ہے؟ یہ تو بیل ہے۔ دیکھو! کیا خوبصورت اور محنتی جانور ہے۔
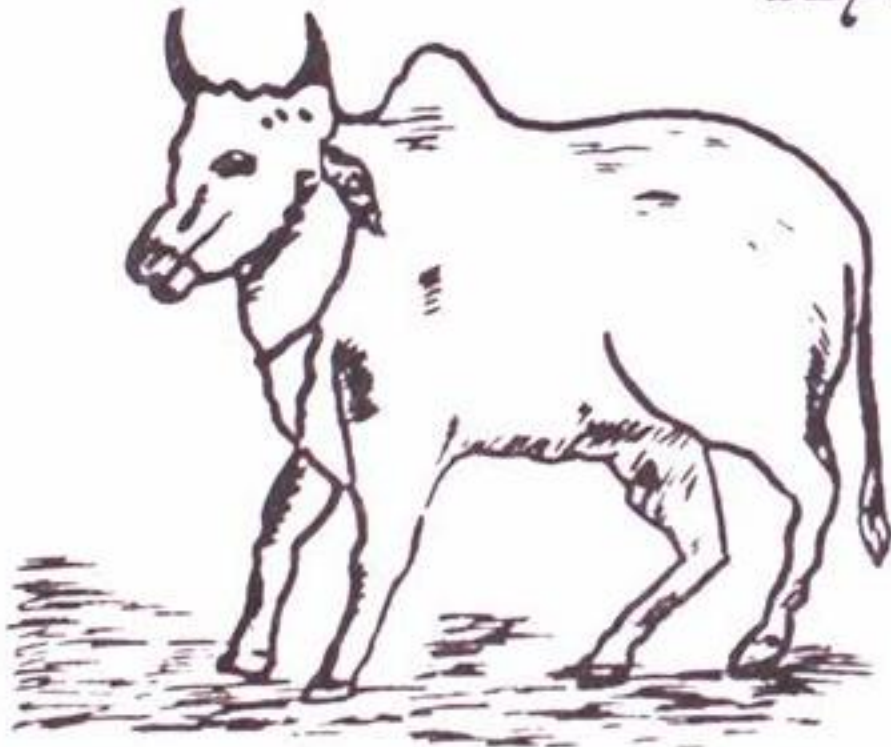
۲۔ محنتی جانور جیسے بیل۔ گائیں، بھینسے اور بھینسیں مویشی کہلاتے ہیں۔ "مویشی زراعت کے کیا کیا کام کرتے ہیں"؟ ہل چلاتے ہیں۔ جس سے ہمارے کھیتوں کی جمی ہوئی مٹی ٹوٹتی اور اکھڑتی ہے۔ سراون چلاتے ہیں جس سے بوئے ہوئے کھیتوں کی مٹی ٹوٹ کر باریک ہوتی اور دبتی ہے۔ کھیت چورس ہو جاتا ہے۔ مویشی کنویں سے پانی کھینچتے ہیں جس سے ہمارے بوئے ہوئے کھیتوں کے پودوں کی سینچائی ہوتی ہے اور وہ اپنی کھاد پانی ہی کے ساتھ زمین سے چوستے ہیں۔

نوٹ:۔ کھیتی کے کام میں بھینسے، گھوڑے، اونٹ، خچر اور کہیں کہیں گائیں اور بھینسیں بھی لگائی جاتی ہیں۔ ہمارے ملک میں تو بیل زراعت کے لئے نہایت ضروری جانور ہے۔

۳۔ مویشی اور بھی بہت سے کام زراعت کے کرتے ہیں۔ ہماری کاٹی ہوئی فصل کو مارتے (گاہتے) ہیں۔ جس سے دانہ اور بھوسہ جُدا جُدا ہوتا ہے۔ مویشی کھاد بھی ڈھوتے ہیں۔ جس سے ہمارے کھیت زور دار ہوتے اور بوئے ہوئے پودے غذا پاتے ہیں۔ ہماری گاڑیاں اور بہلیاں بھی کھینچتے ہیں۔ جو مویشی نہ ہوں تو ہمارے بہت سے کام معطّل رہیں۔

(۵) بیج اور بُوائی

۱۔ تم بتا سکتے ہو، بیج کیا چیز ہے؟ بیج دانے ہیں جو پھلوں کے اندر ہوتے ہیں۔ ان کے بونے سے نیا پودا اُگتا ہے۔ اچھا! بوائی کِسے کہتے ہیں؟ بیج کو نرم و باریک مٹی میں دبا دینا بوائی کہلاتا ہے۔

۲۔ بیج بونے کے کیا کیا طریقے ہیں؟ ایک تو اس طرح بویا جاتا ہے کہ تیار کھیت میں بیج کو ہاتھ سے چھیٹ دیا، اور ہل چلا کر مٹی میں دبا دیا اس کو چھیٹواں بوائی کہتے ہیں۔ مگر زیادہ تر اس طرح بوتے ہیں کہ تیار کھیت میں ایک آدمی تو ہل چلاتا ہے دوسرا آدمی ہل کے پیچھے کونڑ میں بیج ڈالتا جاتا ہے اس کو کونڑواں بوائی یا ہل کے پیچھے بوائی کہتے ہیں۔

۳۔ سب سے بہتر طریق یہ ہے کہ سیدھی قطاروں میں بیج بویا

جائے۔ اوّل ہل چلا کر کھیت میں سیدھی کونڑیں بناؤ، اور برابر دوری پر بیج کو ہاتھ سے ڈالتے چلے جاؤ۔ پھر سراون چلا کر کھیت کی مٹی برابر کرو۔ اس کو لَین کی بوائی کہتے ہیں۔ نائی ہل سے بھی بیج خوب بویا جاتا ہے۔ اس کے سوا اور بھی اوزار ہیں جن سے بیج اچھی طرح بو سکتے ہیں۔ بونے والے کو بھی آرام ملتا ہے، اور بیج بھی خراب نہیں ہوتا۔

۴۔ یاد رکھو! اچھے بیج کا پودا بھی اچھا ہی ہوتا ہے اس لیئے کھیت میں اچھا اچھا بیج چن چھانٹ کر بونا چاہیئے اور بونا بھی اس انداز سے کہ بیج برابر پڑے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں زیادہ کہیں کم۔ اگر بیج برابر نہ پڑے گا تو پودے کہیں گھنے ہوں گے کہیں چھدرے۔ یہ بھی لحاظ رہے کہ بیج یکساں گہرائی میں دبایا جائے۔ ورنہ بیج آگے پیچھے جمیں گے۔ اور اسی طرح آگے پیچھے پک کر تیار ہوں گے۔

نوٹ:۔ نائی ہل ایک چھوٹا ہل ہے جس میں عموماً پھار نہیں ہوتی۔ اس میں ایک نلکی باندھ دیتے ہیں جس کو بجارا کہتے ہیں۔ اس میں اناج ہاتھ سے ڈالتے جاتے ہیں۔ اناج کونڑ میں برابر گرتا ہے اور اس پر مٹی پڑ جاتی ہے خشک موسم اور خشک زمینوں میں اس ہل سے بیج بونا اچھا ہے۔

ضلع علی گڑھ اور ضلع آگرہ میں اس کا استعمال بہت ہے۔ بجارے کو ویرنا بھی کہتے ہیں۔

(۶) کھاد

۱۔"تم جانتے ہو! کھاد کس کو کہتے ہیں؟""جی ہاں! کھاد پودے کی غذا ہے۔ جس کو جڑیں زمین سے لیتی ہیں۔

۲۔" یہ بتاؤ! کھاد جو پودے کو زمین سے ملتی ہے۔ تو کس حالت میں؟""پودے کو اس کی کھاد زمین سے اسی حالت میں مل سکتی ہے جبکہ وہ پانی میں گھلی ہوئی ہو۔ فرض کرو زمین بالکل خشک ہو جائے۔ تری نام کو نہ رہے۔ تو پودے کی کیا کیفیت ہو؟""پھر تو سب پودے سوکھ ساکھ کر مر جائیں بس پانی کیا ہے؟ گویا پودوں کی کھاد ہوتی ہے۔

۳۔"کیا سب زمینوں میں پودے کی کھاد ہوتی ہے؟ بیشک اچھی زمینوں میں تو ضرور ہوتی ہے۔ ان کو قابل زراعت یا کھتار زمینیں کہتے ہیں۔ لیکن بعض میں نہیں بھی ہوتی۔ ان کو ناقابلِ زراعت یا ادسر زمینیں کہتے ہیں۔

۴۔" زمین میں کھاد کہاں سے آتی ہے؟"" مرے ہوئے پودوں سے ان کے حصّوں سے جیسے پتیاں ہیں۔ جانوروں کے گوبر اور مینگنی سے۔ مرے ہوئے جانوروں کے سڑنے گلنے سے کھاد زمین میں جمع ہوتی رہتی ہے۔

۵۔ زمین میں گڑھے کھودتے ہیں۔ پھر نباتی اور حیوانی

چیزیں ان میں بھر کر بند کر دیتے ہیں۔ تو وہ چیزیں سڑ گل کر آخرکار کھاد بن جاتی ہیں۔ اس کھاد کو ہم کھیتوں میں دیتے ہیں۔ کھیتوں میں کھاد کو برابر برابر پھیلاتے، پھر ہل سے جوت کر مٹی میں مِلا دیتے ہیں۔

نوٹ:۔ پودے جس چیز کو مٹی سے لے کر پرورش پاتے ہیں۔ اُسی کو کھاد کہتے ہیں جب تک کھاد زمین میں رہتی ہے پودے اس پر اُگتے اور بڑھتے ہیں۔ جب زمین میں کھاد باقی نہیں رہتی تو وہ بنجر یا ادسر ہوجاتی ہے اصل چیز جس پر زمین کی قدر و قیمت ہوتی ہے وہ پودے کی کھاد ہے۔ اور کھاد زمین میں اسی وقت جمع ہوتی ہے جب کہ زمین کھُدی ہوئی ہو اور دھوپ میں رہے۔